اور صلیب ٹوٹ گئی

مصنف:

نومسلم عبداللہ سابقہ پادری ریاس پیٹر

مترجم

شعبۂ ترجمہ

اردو ۰۳۰۱۰۹۸

مکتب تعاونی برائے دعوت وارشاد سُلی
ٹیلیفون: ۴۴۱۰۶۱۵ فیکس: ۴۴۱۱۷۴۴ ص ب: ۱۴۱۹ ریاض: ۱۱۴۳۱
E.Mail/ sulay@w.cn

كسرت الصليب

اسم المؤلف

المسلم الجديد عبد الله

ابن رئيس النصارى في باكستان

حقوق محفوظة

للمكتب التعاوني للدعوة والارشاد بالسلي

ح المكتب التعاوني للدعوة والارشاد وتوعية الجاليات بالسلي ، ١٤٢٠هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

بيهر ، عبد الله رباس

كسرت صليب . - الرياض

.... ص ، .... سم .

ردمك ٧ - ٠ - ٩٢٣٢ - ٩٩٦٠

(النص باللغة الاردية)

١ - التوبة (الاسلام) ٢ - الاسلام أ - العنوان

ديوي ٢٤٠ ٢٠ / ٠٢١٧

رقم الايداع : ٠٢١٧ / ٢٠

ردمك : ٧- ٠ - ٩٢٣٢ - ٩٩٦٠

كسرت الصليب

اور صلیب ٹوٹ گئی

نو مسلم عبد اللہ سابق پادری ریاس پیٹر

الناشر :

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد

وتوعية الجاليات بالسلي

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب : اور صلیب ٹوٹ گئی
مصنف : نو مسلم عبداللہ
تعداد : دس ہزار
قیمت : ۳ ریال

ناشر
مکتب الدعوۃ والارشاد السلی الریاض

المكتب التعاوني للدعوة والارشاد
وتوعية الجاليات بالسلي الرياض

انتساب

- ان جویائے حق کے نام جو پختگی عقل اور بوستگی دل کے ساتھ اسلام کی حقانیت کو تلاش کرتے ہیں

- ان اصحاب جنون کے نام جنہوں نے فقط اسلام کے ساتھ وابستگی کی بنا پر محبتوں کو سراب سے نکال کر اپنی چاہتوں سے سیراب کیا

فہرست

عنوان	صفحہ
O مقدمہ	۹
O پیش لفظ	۱۵
O تقریظ	۱۹
O کچھ اپنے بارے میں	۲۳
O مذہب عیسائیت	۲۷
O سکون کی تلاش میں	۳۸
O حق کی جستجو	۴۱
O اندھیروں سے روشنی کی طرف	۴۷
O اور میں نے حق کو پالیا	۶۳
O قبول اسلام کا منظر	۷۱
O ایک اور امتحان	۷۹
O نئے محسنوں سے تعارف	۸۱
O نوجوانان اسلام کے نام	۸۵

مقدمہ

"اور صلیب ٹوٹ گئی" عیسائیت سے تائب ہو کر اسلام قبول کرنے والے عبد اللہ بھائی کی داستان ہے، جس کا لفظ لفظ تحقیق و جستجو سے بھر پور ہے۔ قبول اسلام سے قبل ان کا نام ریاس پیٹر تھا جو پاکستان میں عیسائیوں کے ایک بہت بڑے مذہبی پیشوا کے صاحبزادے ہیں۔ ریاس پیٹر خود بھی ایک پر جوش عیسائی پادری تھے۔ انہوں نے عیسائیت کی مذہبی اور عام مروجہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد عیسائی مشنری کی باقاعدہ تربیت حاصل کی اور عیسائیت کی تبلیغ میں لگ گئے۔ عیسائیوں کے ایک مذہبی گھرانے کے چشم و چراغ ہونے کے باعث ان کی تعلیم و تربیت خالصتاً ایک عیسائی مشنری کے انداز میں ہوئی۔ اگلے دو تین برس میں وہ اپنے والد کی جگہ عیسائیوں کا ایک بڑا مذہبی منصب سنبھالنے والے تھے، اس مقصد کے لیے وہ روم سے عیسائیت کی مذہبی ڈگری بھی حاصل کر چکے تھے مگر یہ تمام اہتمام ان کے دل بے قرار کو قرار نہ دے سکے۔ وہ بچپن ہی سے مائل بہ تحقیق تھے، عیسائیت کے مذہبی راہنما ہونے کے باوجود عیسائیت میں ان کو سکون نہیں مل رہا تھا، وہ سمجھتے تھے کہ ہم حق پر نہیں ہیں اور جو کچھ کر رہے ہیں وہ سچ نہیں .... وہ حق کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اور بالآخر انہوں نے حق کو پالیا اور ریاس پیٹر سے عبد اللہ بن گئے.......... انہوں نے شعور کی گہرائیوں سے اسلام کو قبول کیا اور پھر کائنات کی اس سچائی کو ہر فرد تک پہنچانے کے مشن پر لگ

گئے .... ریاس پیٹر نے عبد اللہ تک کا سفر کیسے طے کیا، یہ ایک طویل، صبر آزما اور دلچسپ داستان ہے جو ریاس پیٹر کی تقریباً دو اڑھائی سال کی تحقیق و جستجو پر محیط ہے۔ اس سفر میں کئی مشکل مقام آئے مگر اللہ تعالیٰ کی مدد ان کے شامل حال رہی اور ریاس پیٹر جو سکون کی تلاش میں نکلا تھا، نے سکون تلاش کر لیا، آج وہ اپنے آپ کو خوش قسمت شخص تصور کرتا ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ دین کو سمجھنے اور اسے قبول کرنے کی توفیق بخشی ہے۔

ریاس پیٹر نے کسی خارجی دباؤ، کسی لالچ یا کسی مفاد کے پیش نظر اسلام کو قبول نہیں کیا بلکہ ان کے اندر کا انسان ان کو مسلسل مجبور کرتا رہا تھا کہ وہ حق کو تلاش کریں اور اسے اپنا لیں۔ حق کی تلاش میں ریاس پیٹر نے کہاں کہاں صحرا نوردی کی، یہ ایک صبر آزما جدوجہد تھی جس میں وہ اللہ کے فضل سے سرخرو ہو کر نکلے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نصرت ان کے شامل حال نہ ہوتی تو شاید وہ راستے کے کانٹوں سے گھبرا کر اور آبلہ پا ہو کر کسی کلیسا کا گھنٹہ بجانے پر ہی اکتفا کر لیتے۔ مگر اللہ نے ان کی مدد کی، انہوں نے تلاش حق کا سفر جاری رکھا، ہمت نہ ہاری اور بالآخر حق کو پا لیا۔ ریاس پیٹر نے حق کو کیسے تلاش کیا، انہیں سکون کہاں ملا؟ یہی اس کتاب کا اصل موضوع ہے۔

اسلام دین فطرت ہے اور کوئی بھی سلیم الفطرت انسان اسلام کے بغیر کہیں اور سکون اور اطمینان قلب حاصل نہیں کر سکتا۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان

ہے کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اس کو یہودی یا عیسائی بنا دیتے ہیں۔ فطرت پر غور و فکر کرنے سے انسان اس کائنات کے بہت سے اسرار و رموز کو پالیتا ہے۔ فطرت کی ہر چیز پکار پکار کر اعلان کر رہی ہے کہ اسلام ہی دین حق ہے کیونکہ اس وقت اسلام ہی وہ واحد دین اور مذہب ہے جو کسی ترمیم اور تحریف کے بغیر بالکل اسی شکل و صورت میں جاری ہے جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اللہ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ آج سے چودہ سو برس قبل لے کر آئے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے چودہ سو برس قبل جو کچھ فرمایا آج کی جدید سائنس بھی اسکی تصدیق کر رہی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا تھا بلکہ جو کچھ بھی فرمایا وہ اس کائنات کے خالق حقیقی کی طرف سے تھا، یہی وجہ ہے کہ آج بھی آپ کا فرمایا ہوا حرف بحرف درست ثابت ہو رہا ہے اور کوئی بھی شخص جو اپنے ذہن کو صاف، شفاف اور تعصبات سے پاک کر کے اسلام کا مطالعہ کرتا ہے، وہ حق کو پالیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے **والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا** (یعنی جو لوگ حق کو تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ہم ان کو سیدھا راستہ دکھا دیتے ہیں)(القرآن)

تاریخ اسلام میں ایسی ہزاروں مثالیں موجود ہیں جب دیگر مذاہب کے سرکردہ افراد نے فطرت کے معمولی واقعات سے متاثر ہو کر اسلام کی حقانیت کو تسلیم کیا اور وہ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ غیر مسلموں خصوصاً عیسائیوں کی طرف سے قبول اسلام کا سلسلہ ابتداء اسلام سے اب تک جاری ہے۔ حضرت عبداللہ بن

سلام اہل کتاب کے بہت بڑے عالم تھے، انہوں نے جب رسول اللہ ﷺ کی نشانیاں دیکھیں اور انجیل و تورات میں بتائی گئی نشانیوں سے ان کا موازنہ کیا تو انہوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا اور اپنے دیگر ہم مذہب بھائیوں سے بھی کہا کہ وہ کسی تعصب میں مبتلا ہو کر حق کا انکار نہ کریں۔ یہ تو خیر ایک طویل داستان ہے .... آجکل یورپ اور امریکہ میں اسلام بڑی تیزی کے ساتھ مقبول ہو رہا ہے، اس وقت اہل کلیسا اس پریشانی میں مبتلا ہیں کہ اگر یورپ اور امریکہ میں اسلام اسی تیزی کے ساتھ پھیلتا رہا تو اگلے چند عشروں میں اسلام دنیا کا سب سے بڑا مذہب ہو گا، عیسائی مفکرین اور دانشور اس کوشش میں ہیں کہ اسلام کی اس بڑھتی ہوئی مقبولیت کو کیسے روکا جائے، اس مقصد کے لیے انہوں نے تہذیبوں کی جنگ کا نظریہ پیش کیا ہے، وہ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اگلی صدی اسلام کی صدی ہو گی لیکن ان کا تعصب اور ہٹ دھرمی انہیں سب کچھ جاننے کے باوجود اسلام کے قریب نہیں آنے دیتی۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ اسلام کی یہ مقبولیت ایسے وقت میں ہو رہی ہے جب مسلمان غفلت کی نیند سو رہے ہیں۔ ذرا اندازہ کریں، اگر مسلمان دین اسلام کو سائنسی اور تکنیکی خطوط پر پھیلانے کا عزم کر لیں تو اسکی مقبولیت اور کفار کے غیظ و غضب کا کیا عالم ہو گا..........

ایک ایسے وقت میں جب پوری غیر مسلم دنیا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں مصروف ہے۔ عبد اللہ بھائی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اسلام کی حقانیت کو تسلیم کرتے ہوئے اسلام قبول کیا اور اس راہ میں

کسی مصلحت، کسی خوف اور کسی مفاد کو آڑے نہیں آنے دیا۔ قارئین کرام آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے کہ عبد اللہ بھائی کو آزمائش کی کتنی گھاٹیوں سے گزرنا پڑا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو حوصلہ دیا اور وہ ہر امتحان میں کامیاب ٹھہرے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو راہ حق پر استقامت عطا فرمائے اور ان کی تمام تر صلاحیتوں کو دین اسلام کیلئے مخصوص کر دے (آمین)

''اور صلیب ٹوٹ گئی'' عبد اللہ بھائی کی قبول اسلام کی صرف داستان ہی نہیں، عیسائیت، عیسائیوں کے عقائد اور ان کی کج عملیوں کی ایک دستاویز بھی ہے۔ انہوں نے عیسائیت کے بعض اہم رازوں سے بھی پردہ اٹھایا ہے۔ عیسائی مشنریاں کیسے کام کرتی ہیں، عیسائیوں کے مختلف فرقوں کے عقائد کیا ہیں، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف عیسائی دنیا کے خفیہ منصوبے کیا ہیں، مسلمانوں کو اسلام سے بیگانہ کرنے کے لیے راہبائیں کیسے کام کرتی ہیں۔ یہ سب کچھ سمجھنے کے لیے انشاء اللہ یہ کتاب معاون ثابت ہوگی۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ افراد تک پہنچایا جائے کیونکہ یہ جہاں غیر مسلموں کو تحقیق اور جستجو کی دعوت دیتی ہیں، وہیں مسلمانوں کے اندر بھی اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کا جذبہ پروان چڑھاتی ہے۔ کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے ایک مسلمان اپنے مسلمان ہونے پر فخر محسوس کرتا ہے، توقع ہے کہ یہ کتاب جہاں غیر جانبدار عیسائی محققین کو ریسرچ پر آمادہ کرے گی وہیں ایسے مسلمان نوجوانوں کے لیے

بھی اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی تحریک پیدا کرے
گی جو صرف اور صرف فیشن کے طور پر اسلامی شعائر کو اپنانے
سے شرماتے ہیں۔

ہم اللہ تعالی کے ہاں سر بسجود ہیں کہ نو مسلم عبداللہ بھائی کی
اس کتاب کی اشاعت کا اعزاز مکتب الدعوۃ والارشاد السلی
(الریاض) کو حاصل ہو رہا ہے ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالی ہماری
اس کاوش کو قبول فرمائے اور اسے ہمارے لئے توشہ آخرت
بنائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس کتاب کے مطالعے سے کوئی ایک
شخص بھی راہ حق پر آگیا تو ہماری محنت بار آور ثابت ہو گی۔
ہمیں امید ہے کہ یہ کتاب متلاشیان حق کیلئے روشنی کا مینار
ثابت ہو گی۔ اور بہت سے عیسائی نوجوان تحقیق پر مائل
ہونگے۔ (ان شاءاللہ)

ابو یزید

پیش لفظ

جب میں کلمہ توحید پڑھ کر حلقہ بگوش اسلام ہوا تو مسلمان بھائیوں نے مجھے الفت و محبت سے گلے لگایا اور ایسا پیار دیا جسے میں کبھی بھول نہیں سکتا۔ آج میں اپنی تلاش حق کی داستان ''اور صلیب ٹوٹ گئی'' مکمل کرتے ہوئے یہ محسوس کر رہا ہوں کہ اگر اللہ کی توفیق اور میرے دوستوں اور مسلمان بھائیوں کا محبت بھرا اصرار نہ ہوتا تو میں یہ کام پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکتا۔ میں صرف تحدیث نعمت کے طور پر یہ داستان لکھ کر اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو اس نے اسلام کی صورت میں مجھے عطا فرمائی۔ یہ امید بھی میرے لیے ہمت و حوصلہ کا سبب بنی کہ شاید میرے یہ چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ کسی جویائے حق کے لیے مشعل راہ بن جائیں۔ میں اسلام کی تحقیق کرنے والوں ، نئے مسلمان ہونے والے اور پیدائشی مسلمانوں کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ اسلام تحقیق اور جستجو کا نام ہے۔ اگر آپ صحیح اسلام کو سمجھ کر ایک مخلص مسلمان بننا چاہتے ہیں تو آپکو اسلام کے بارے میں ضرور تحقیق کرنی چاہیے۔ میں نے جب سے اسلام کے بارے میں غور و فکر اور مطالعہ شروع کیا تو میں نے ایک ڈائری لکھنا شروع کر دی۔ اس کتاب کے بیشتر مندرجات اسی ڈائری سے حاصل کردہ ہیں۔

اسلام نے اپنے محسنوں کا شکریہ ادا کرنے پر زور دیا ہے۔ عیسائیت سے اسلام کے سفر میں میرے ساتھ بہت سارے دوستوں نے تعاون کیا میں انکا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

میں شکر گزار ہوں ٥ محترم قاری خلیل الرحمٰن جاوید صاحب کا جنہوں نے اسلام کے بارے میں میری صحیح رہنمائی فرمائی۔ ٥ شیخ ثناء اللہ ضیاء صاحب کا جنہوں نے مجھے کلمہ پڑھایا اور باقاعدہ اسلام میں داخل کیا۔ ٥ جناب شیخ داود شاکر، شیخ ذوالفقار طاہر صاحب، شیخ حافظ سلیم صاحب اور شیخ حافظ نصر اللہ صاحب کا جنہوں نے میری تعلیم و تربیت کی اور پیار و محبت کے ساتھ مجھے اپنے ساتھ رکھا، اور بھائیوں کا سا کردار ادا کیا۔ ٥ پروفیسر شیخ عبد اللہ ناصر رحمانی صاحب کا جو میرے سرپرست ہیں ٥ برادرم انجینیر جاوید صاحب اور شیخ ابراہیم بھٹی صاحب کا جو میرے رفیق کار ہیں۔

اور کتاب کی ترتیب کے حوالے سے شکر گزار ہوں ٥ جناب ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب کا جو ایک اچھے شاعر بھی ہیں کہ انہوں نے بڑی محنت سے کتاب کی نوک پلک درست فرمائی۔ ٥ برادرم سمیع اللہ سمیع صاحب کا جنہوں نے جابجا اصلاحات کیں اور قلمی تعاون کیا۔ ٥ جناب خالد سیال صاحب اور برادرم شاکر بن عبد اللہ صاحب کا جنہوں نے شہادت پبلیکیشنز کی طرف سے کتاب کو شائع کرنے کا اہتمام کیا۔

ان احباب کے علاوہ بے شمار ایسے احباب گرامی ہیں جنہوں نے میرے ساتھ تعاون کیا میں ان سب کا شکر گزار ہوں اور ان سب کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

آخر میں قارئین سے التماس ہے کہ آپ اگر اس کتاب میں کوئی غلطی محسوس کریں تو ہمیں ضرور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اسکی اصلاح کی جا سکے۔ نیز یہ کتاب زیادہ سے زیادہ ہاتھوں تک پہنچائیں۔ اور مجھے اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے استقامت اور نیکی کی توفیق عطا فرمائے۔

آپکا بھائی
عبداللہ

تقریظ

إن الدين عند الله الإسلام

(اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین اسلام ہے۔)

اور فرمایا:۔

ومن يبتغ غير الإسلام دينا فلن يقبل منه

یعنی جو کوئی اسلام کے سوا کسی اور مذہب کو اپنا دین بناتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ناقابل قبول ہوگا۔

اس حوالہ سے محترم عبد اللہ بھائی مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے تحقیق کے بعد اسلام قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت کی توفیق دے۔ میرے لیے یہ انتہائی خوشی اور مسرت کی بات ہے کہ عبد اللہ بھائی کی ابتدائی دینی تربیت کا اعزاز مجھے حاصل ہوا۔ اللہ تعالیٰ میرے اس چھوٹے سے عمل کو میرے لیے صدقہ جاریہ بنائے آمین۔ عبد اللہ بھائی کی یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جس میں انہوں نے بڑے خوبصورت انداز میں اپنے اسلام قبول کرنے کا پس منظر بیان کیا ہے اور اپنے تین سالہ تحقیقی دور کے حالات بھی بیان کیے ہیں۔ خاص طور پر اسلام کو سمجھنے کے لیے انہوں نے مختلف اسکالرز سے ملاقاتوں اور مختلف اسلامی ریسرچ سینٹرز کے دوروں پر مبنی جو رپورٹ تحریر کی ہے وہ بڑی سبق آموز بھی ہے اور دل آزار بھی، جسے پڑھ کر ایک مسلمان کی گردن شرم سے

جھک جاتی ہے کہ مسلمان کس طرح مختلف گروہوں میں بٹ چکے ہیں۔ ہر ایک کا اپنا اسلام ہے جو دوسرے کے اسلام سے بالکل برعکس ہے۔ یہ تو عبداللہ کی انتہائی خوش نصیبی اور اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے کہ اس ساری صورتحال سے دو چار ہونے کے باوجود وہ اسلام کو سمجھنے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن اس رپورٹ سے مسلمان اسکالرز علماء اور مذہبی و گروہی تنظیموں کی آنکھیں کھل جانی چاہیں۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ جس بات کو ایک نو مسلم نے سمجھ لیا ہے آج مسلمانوں کی اکثریت اسے سمجھنے کے لیے تیار نہیں یعنی اسلام قرآن و حدیث کا نام ہے۔ عبداللہ بھائی کی اس تحقیقی کتاب کو پڑھ کر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ مذہبی فرقہ بندیوں کی وجہ سے مسلمان مذہبی تعصب، ضد اور ہٹ دھرمی کا شکار ہیں۔ جبکہ ایک غیر مسلم جب اسلام پر تحقیق کرتا ہے تو وہ خالی الذہن ہوتا ہے، وہ مذہبی تعصب کا شکار نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو مذہبی تعصبات سے ہٹ کر صحیح اسلام کی تحقیق کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

عبداللہ بھائی نے انجیل مقدس کی روشنی میں جس طرح اسلام کی حقانیت کو واضح کیا ہے۔ اس سے اسلام کی حقانیت اور واضح ہوتی ہے اور ایمان میں مزید پختگی پیدا ہوتی ہے۔

انہوں نے اپنی اس کتاب میں بڑے اچھے اور مدلل انداز میں عیسائیت اور عیسائی مشینری کا پردہ بھی چاک کیا ہے کہ دنیا کو انسانیت کا درس دینے والے

خود کس طرح مذہب کے نام پر عورت کے ساتھ ظلم کر رہے ہیں۔

انتہائی خوشی کی بات ہے کہ عبد اللہ بھائی اسلام قبول کرنے کے بعد پرانے مسلمانوں کی طرح ہاتھ پہ ہاتھ دھر کر نہیں بیٹھ گئے بلکہ دعوت دین کے میدان میں خدمت دین کا جذبہ لیکر خود بھی متحرک ہو گئے اور دیگر ساتھیوں کو بھی متحرک کر دیا ہے۔ اس سلسلہ میں ماشاء اللہ ۹ / نومبر بروز پیر "مرکز الفرقان الاسلامی" کے نام سے موسیٰ لین کراچی میں مسلمان نوجوانوں اور طلبہ کے لیے اسلام پر تحقیق کے لیے انہوں نے ایک ریسرچ سینٹر بھی قائم کر دیا ہے۔

نومسلموں کی فلاح و بہبود اور ان کے مسائل کے حل کے لیے کسی ادارہ کے نہ ہونے کی وجہ سے عبد اللہ بھائی کو بہت سی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا، میں ان کی بعض پریشانیوں کا چشم دید گواہ ہوں۔ کیونکہ عبد اللہ بھائی ان پریشانیوں سے گذر آئے ہیں اس لیے انہوں نے اس سلسلہ میں نومسلموں کے لیے ایک ٹرسٹ (جو کہ مرکز الفرقان الاسلامی کے تحت ہوگا) قائم کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اور واقعتاً یہ ٹرسٹ وقت کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ اہم کام بھی عبد اللہ بھائی سے لیا ہے۔

اس سلسلہ میں تمام اہل اسلام سے گزارش ہے کہ اپنے اس نو مسلم بھائی کی ان دینی امور میں بھرپور معاونت اور حوصلہ افزائی فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں اسلام پر استقامت دے۔اور جس کام کا انہوں نے آغاز کیا اس پر انہیں کامیابی عطا فرمائے۔(آمین)

محمد داؤد شاکر

مدرس جامعہ دار الحدیث رحمانیہ

سولجر بازار کراچی نمبر ۱

کچھ اپنے بارے میں

میری پیدائش ۱۶ نومبر ۱۹۶۸ء کو عیسائیوں کے ایک مذہبی گھرانے میں ہوئی۔ پیدائش کے وقت میرا نام ریاس پیٹر رکھا گیا جو کہ میرے والد نے منتخب کیا تھا۔ میرے دادا پاکستان بائیبل سوسائٹی کے جنرل سیکرٹری رہ چکے ہیں۔ میرے والد عیسائیوں کے ایک بڑے مذہبی عہدے پر فائز ہیں۔ میری والدہ بھی عیسائی تبلیغی مشنری سے وابستہ ہیں۔ میرے چچا چرچ میں پادری ہیں۔ میرے والد کی شادی زمانہ طالب علمی ہی میں ہو گئی تھی۔ شادی کے بعد انہوں نے مذہبی تعلیم کی طرف توجہ دی، مذہبی تعلیم کے حصول کے بعد انہوں نے میری والدہ سے علیحدگی اختیار کر لی کیونکہ عیسائی عقائد کے مطابق مذہبی راہنماؤں کے لیے شادی ممنوع ہے اور جو پہلے سے شادی شدہ ہو اسے یہ رشتہ منقطع کرنا ہوتا ہے۔ یہ اسلئے کہ عیسائیت میں ایک مذہبی راہنما کا تصور یہ ہے کہ وہ پاک ہوتا ہے اور شاید یہ زن و شوہر کا رشتہ جو خدا کو گواہ بنا کر جوڑا جاتا ہے ناپاک ہوتا ہے۔

میں نے اپنی دنیاوی تعلیم سینٹ پیٹرک اسکول سے حاصل کی۔ اسی دوران میں مجھ کو مذہبی تعلیم کے لیے رومن کیتھولک فرقے کی مذہبی درسگاہ میں داخل کر دیا گیا جہاں مجھے پادری بننے کے لیے تعلیم دی گئی پھر میں نے عیسائیت کی تبلیغی مشنری کی تربیت حاصل کی۔ اس کے علاوہ کچھ ذاتی شوق اور کچھ مذہبی

ضرورت کے تحت میں نے موسیقی کی تربیت بھی حاصل کی بالخصوص استاد جمن وکٹر سے ھارمونیم اور Key Board بجانا سیکھا۔ میں نے اپنا ایک میوزیکل گروپ "رولینگ اسٹون" کے نام سے ترتیب دیا۔ میں خصوصی طور پر اتوار کو جو کہ عیسائی عبادت کا مخصوص دن ہوتا ہے اور اس دن چرچ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی محبت کے گیت گائے جاتے ہیں ان گیتوں کی موسیقی مرتب کرتا تھا۔ ایک مذہبی پیشوا کا بیٹا ہونے کے ناطے مجھ پر کوئی پابندی نہ تھی بلکہ مجھے ہر کام کی آزادی تھی، حتیٰ کہ شراب نوشی بھی کیونکہ شراب عیسائیت میں پاک مشروب سمجھا جاتا ہے۔

میں اپنے والد سے بہت محبت کرتا تھا۔ (آج بھی انکا بہت احترام کرتا ہوں) مجھے یاد نہیں کہ میں نے اپنے والد کے روبرو کبھی جھوٹ بولا ہو، ہمیشہ سچ ہی بولا۔ ویسے بھی عیسائی عقائد کے لحاظ سے مذہبی پیشوا کے روبرو کبھی جھوٹ نہیں بولا جاتا کیونکہ وہ نجات دہندہ ہوتا ہے اور گناہ معاف کرواسکتا ہے اور وہی اپنے ساتھ جنت میں لے جاسکتا ہے۔ اگر مجھ سے بھی کبھی کوئی گناہ سرزد ہو جاتا تو اسکا اقرار اپنے والد کے سامنے کرلیتا، تو وہ مجھ سے کہتے کہ تم پر خداوند یسوع مسیح کی طرف سے ہر گناہ معاف ہے کیونکہ تم مذہبی راہنما کے بیٹے ہو اور میرے بعد تم کو ہی مذہبی پیشوائی کرنا ہے، میری طرح تم بھی لوگوں کے گناہ معاف کرو گے۔

باقاعدہ عبادت کے آغاز سے قبل میں چرچ کا گھنٹہ بجاتا اور عبادت کے

بعد عیسائیت کی دعا کراتا۔ تبلیغی مشنری کی تربیت کے بعد میں نے باقاعدہ مشنری کی سرگرمیوں میں حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔ نتیجتاً میں نے مشنری کے ذریعے مختلف علاقوں میں عیسائیت کی تبلیغ کے لیے جانا شروع کیا اور عیسائی نوجوانوں کو تبلیغی مشنری میں شامل ہونے اور بھرپور حصہ لینے کی ترغیب دیتا۔ میں ایک پرجوش مقرر مشہور تھا۔ جس چرچ میں بھی میری تبلیغی تقریر ہوتی وہاں سامعین کی اکثریت نوجوان پر مشتمل ہوتی، میری تقاریر اور تبلیغ کے سبب بہت سے نوجوانوں نے عیسائی مشنری میں باقاعدہ حصہ لیا یا مشنری کی ممبر شپ حاصل کی دوسرے تمام عیسائی پیروکاروں کی طرح میں بھی اس خوش فہمی کا شکار تھا کہ صرف عیسائی مذہب ہی دنیا کا سچا مذہب ہے اور اس لحاظ سے میں اپنے آپ کو خوش قسمت تصور کرتا تھا کہ خداوند یسوع مسیح نے مجھے عیسائی مذہب کی تبلیغ کے لیے منتخب کیا۔

میں اپنے تحقیقی سفر کی روئیداد کو بیان کرنے سے پہلے ضروری سمجھتا ہوں کہ عیسائیت اور اس کے چند معروف عقائد کے متعلق لکھا جائے تاکہ قائین کو آسانی سے یہ سمجھ آجائے کہ عیسائیت اور اسلام میں کیا فرق ہے؟

مذہب عیسائیت

عیسائی اپنے مذہب کے لیے عیسائیت کی بجائے مسیحیت کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو مسیحی کہلانا پسند کرتے ہیں۔ یہ مذہب بنیادی طور پر ایک آسمانی مذہب تھا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے لیکر آئے تھے۔ مگر یہ آخری مکمل دین نہ تھا، لیکن ان کے آسمان پر اٹھا لیے جانے کے بعد اہل مذہب نے اپنی خواہشات کے مطابق اس میں تبدیلیاں کیں، حتیٰ کہ ایک وقت ایسا بھی آیا جب انجیل کے بہتر (۷۲) سے زیادہ مختلف نسخے ہو گئے جن میں سے چار کو منتخب کیا گیا۔

اس مذہب میں تحریف کرنے میں سب سے زیادہ کردار بولس شاول یہودی نے ادا کیا۔ اسی نے تثلیث، عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت، کرائیسٹ نائیٹ، اور دیگر ایسے نظریات کو داخل کیا اور اسی نے یہ قصہ گھڑا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب پر لٹک کر تمام لوگوں کی طرف سے کفارہ ادا کر دیا ہے۔ اور یہی وہ شخص تھا جس نے یہ تصور دیا کہ مذہب مسیحیت صرف بنی اسرائیل کے ساتھ خاص نہیں بلکہ یہ ایک عالمی مذہب ہے اسکے بعد اس مذہب میں تحریفات اور تبدیلیوں کا ایک ایسا سلسلہ چل نکلا جو آج تک جاری ہے۔

مسیحیت کے فرقے

عیسائی مذہب میں یوں تو بیشمار فرقے ہیں مگر اہم اور بڑے تین فرقے ہیں۔ یعنی "رومن کیتھولک" "پروٹیسٹینٹ" اور "آرتھوڈوکس" میرا تعلق رومن کیتھولک فرقے سے تھا جو عیسائیت میں سب سے بڑا فرقہ شمار ہوتا ہے۔ اور اس فرقے کو تمام عیسائیت میں احترام کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔ ان فرقوں کا مختصر تعارف کچھ یوں ہے :

۱۔ رومن کیتھولک : اس فرقے کے عقائد میں تین خداؤں کا تصور ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرزند خدا (نعوذباللہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور روح القدس۔

۲۔ پروٹیسٹینٹ کے عقائد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا تصور کیا جاتا ہے۔

۳۔ آرتھوڈوکس : یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہی خدا مانتے ہیں۔ یعنی خدا خود عیسیٰ کی صورت میں دنیا میں آیا۔

اس کے علاوہ ان فرقوں کے درمیان حضرت عیسیٰؑ کو صلیب دیے جانے اور روز آخرت سے متعلق بھی اختلافات ہیں۔ مثلاً رومن کیتھولک کے عقائد کی رو سے حضرت عیسیٰؑ کو ہر اعتبار سے صلیب دے دی گئی یعنی جسمانی اور روحانی اعتبار سے صلیب مکمل ہو گئی۔ اس فرقے کے عقائد کے لحاظ سے حضرت عیسیٰؑ نے ہمارے گناہوں کی وجہ سے جان دی اس لیے روز حساب عیسائیوں سے

گناہوں کی باز پرس نہیں کی جائے گی۔ لہذا اگر کسی نے مرنے سے قبل اپنے گناہ معاف نہیں کرائے تو اس سے باز پرس ضرور ہوگی اور سزا کا مستحق قرار پائے گا۔ دنیا میں مذہبی راہنما اپنی سفارش سے گناہ معاف کرا سکتا ہے کیونکہ اسکے متعلق تصور یہ ہے کہ وہ دنیا میں حضرت عیسیٰؑ کا مشیر ہوتا ہے۔ جبکہ پروٹیسٹینٹ فرقے کا تصور ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو صرف جسمانی اعتبار سے صلیب ہوئی ہے۔ روحانی اعتبار سے وہ زندہ ہیں اور عیسائی پیروکاروں کی رہنمائی کے لیے ان کے درمیان رہتے ہیں۔ اور اس وقت تک رہیں گے جب تک یوم حساب برپا نہ ہو جائے۔

اس کے علاوہ ان فرقوں کے مابین کوئی اور بڑا اختلاف نہیں۔ تبلیغی مشنری کا کام تینوں فرقے مل جل کر کرتے ہیں۔ عیسائیت میں مشنری ورک کی بہت اہمیت ہے اس کام میں تمام عیسائی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور اس عمل کو بڑے ثواب کا موجب سمجھا جاتا ہے اس کے لیے فنڈز دیتے ہوئے تمام عیسائی پیروکار فخر محسوس کرتے ہیں۔ اپنی دولت سے مذہب کی تبلیغ میں حصہ لینا فرض تصور کیا جاتا ہے۔ ہر عیسائی کے لیے مشنری کو فنڈ مہیا کرنا لازمی ہوتا ہے۔ عیسائیوں کے خیال میں اپنے مذہب کی حفاظت کے لیے مال، جان اور عزت سب قربان کر دینا چاہیے کیونکہ ایسا کرنا بڑے ثواب کا کام ہے۔

بپتسمہ (BAPTISM)

ہر عیسائی کو زندگی میں تین بار لازمی BAPTISE کیا جاتا ہے۔ پہلی بار پانچ چھ سال کی عمر میں جب وہ شعور کی دنیا میں آتا ہے۔ دوسری بار جوانی میں جب وہ گناہ کرتا ہے۔ اور آخری بار بڑھاپے میں مرنے سے قبل جب وہ کسی گناہ کے قابل نہیں رہتا۔ اس کے علاوہ بھی جب کسی سے کوئی بڑا گناہ ہوتا ہے تو راہب BAPTISE کر سکتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ مذکورہ شخص کو سمندر کے کنارے تقریباً کمر تک پانی میں کھڑا کر دیا جاتا ہے اور راہب دعا پڑھتا ہے اور ساتھ ہی اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کے سر پر پانی ڈالتا جاتا ہے۔ اگر سمندر قریب نہ ہو تو کسی بھی بہتے پانی میں BAPTISE کیا جا سکتا ہے۔

راہبہ (NUNS)

عیسائیت میں راہبہ کی بہت اہمیت ہے راہبہ کو احترام کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے۔ درحقیقت راہبہ کو حضرت مریم علیہا السلام کی تصویر کہا جاتا ہے۔ یہاں یہ عرض کرتا چلوں کہ میری ایک آنٹی بھی راہبہ ہیں۔ عیسائی تصور کے مطابق راہبہ ہر گناہ سے پاک ہوتی ہے۔ اور وہ جنت میں بی بی مریمؑ کی خادماؤں میں داخل ہوگی۔ کسی راہبہ کو شادی کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ انکی ساری زندگی عیسائی مذہب کے لیے وقف ہوتی ہے۔ زیادہ مذہبی رجحان رکھنے والی عیسائی دوشیزائیں راہبہ بننا پسند کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ اگر کسی عیسائی لڑکے

اور لڑکی کی کسی غلطی سے ان کے ہاں شادی سے قبل ہی لڑکی پیدا ہو جائے اور مذہبی پیشوا انکی اس غلطی کو معاف کر دے تو پیدا ہونے والی لڑکی پاک ہو جائے گی اور راہبہ بنادی جاتی ہے۔ بعض افراد مذہبی جنون کے تحت بھی اپنی لڑکیوں کو راہبہ بنادیتے ہیں۔ اور اس کام کے باعث خود کو بڑے ثواب کا مستحق سمجھتے ہیں۔ راہبہ کے لیے پردہ واجب ہے، صرف اس کا چہرہ نظر آسکتا ہے۔ باقی سارا جسم ڈھکا ہونا ضروری ہے یہاںتک کہ ہاتھوں میں دستانے اور پیروں کو پوشیدہ رکھنے کے لیے موزے پہننا ہوتے ہیں۔ عیسائی عقیدے کے مطابق اگر کسی راہبہ کے چہرے کے علاوہ جسم کے کسی اور حصے پر کسی کی نظر پڑ جائے تو وہ ناپاک ہو جاتی ہے۔ ایک راہبہ اسی طرح اپنی پوری زندگی گزار دیتی ہے۔ چوبیس گھنٹے اس کے گلے میں صلیب پڑی رہتی ہے۔ وہ نہ بناؤ سنگھار کر سکتی ہے اور نہ ہی خود کو کسی زیور سے آراستہ کر سکتی ہے۔ اس مقام پر اکثر میرے ذہن میں غیر شعوری طور پر یہ سوال سر اٹھاتا رہتا کہ کیا یہ عورت کے ساتھ بہت بڑا ظلم نہیں؟ جبکہ تمام دنیا کے عیسائی اپنے آپ کو انسانی حقوق کے بڑے محافظ اور خیر خواہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مگر اس وقت گناہ گار ہونے کے خوف سے میں جبراً خاموشی اختیار کر لیتا تھا مگر یہ خلش دل سے گویا چپک کر رہ گئی تھی اور ایک گونہ بغاوت اس ظلم کے خلاف ہمیشہ موجود رہی۔

بائیبل یا انجیل

عیسائیوں کی مذہبی کتاب کا نام بائیبل یا انجیل ہے یہ آسمانی کتاب مانی جاتی ہے جو یسوع مسیح یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ عیسائی تصور کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب کرنے کے بعد یہودیوں نے عیسائیت کے خاتمے کے لیے انجیل میں بہت سی تبدیلیاں کر ڈالی تھیں۔ جس کی وجہ سے یہ تبدیلیاں انجیل میں آگئیں تھیں۔ عیسائی مذہبی پیشواوں نے جن پانچ اناجیل کا انتخاب کیا وہ درج ذیل ہیں :

۱۔ متیٰ کی انجیل ۲۔ مرقس کی انجیل ۳۔ لوقا کی انجیل ۴۔ یوحنا کی انجیل ۵۔ برناباس کی انجیل۔

مگر جلد ہی ان میں سے برناباس کی انجیل کو مسترد کر دیا گیا۔ اور اسکے نسخے کو جلا دیا گیا۔ اب صرف ۴ اناجیل باقی رکھی گئی ہیں۔ اور ان چاروں اناجیل کو عہد نامہ جدید کا نام دیا گیا ہے۔ ان اناجیل کو عہد نامہ جدید اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان اناجیل میں ہر دور کے لحاظ سے تبدیلیاں عمل میں لائی جاتی ہیں۔ اور ان تبدیلیوں کے بعد جو کچھ پہلے موجود تھا اور اب مسترد کر دیا گیا ہے اسکو عہد نامہ قدیم پکارا جاتا ہے اور ایک نیا عہد نامہ مرتب کر کے شائع کیا جاتا ہے۔ اس انتخاب کے باوجود جب کبھی بھی یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ یہودی کتب کی کوئی بات ان اناجیل میں شامل ہے تو اسے ان کتابوں سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ اور جو بات عیسائیت

کے مفاد میں ہو وہ شامل کرلی جاتی ہے۔ یہ تبدیلی دنیا بھر کے تمام عیسائی مذہبی پیشواؤں کے مشورے سے پاپ جان پال کرتے ہیں اور پھر عہد نامہ قدیم تمام عیسائیوں کے لیے شجر ممنوعہ قرار پاتا ہے۔ ان تبدیلیوں کے سبب ان اناجیل کا حلیہ ہی بگڑ کر رہ گیا ہے اور ان میں کوئی کشش باقی نہیں رہی۔ یہ اناجیل صرف گرجاگھروں میں پڑھائی جاتی ہیں اور وہ بھی اسطرح گویا کوئی واقعات پر مبنی دستاویز ہو۔

بہت سے عیسائی اسکالر اس پر مسلسل ریسرچ کرتے رہتے ہیں۔ اس سلسلے میں ۱۹۹۶ء میں سانتاروز یونیورسٹی کلیفورینا (امریکہ) میں منعقدہ سیمنار میں عیسائی دنیا کے چیدہ چیدہ مذہبی اسکالرز نے شرکت کی۔ اس سیمنار میں شریک اسکالرز کا یہ متفقہ فیصلہ تھا کہ یسوعؑ مسیح کے حوالے سے ''عہد نامہ جدید'' کے نام سے عیسائیوں میں جو اعتقادات پائے جاتے ہیں ان کا بڑا حصہ ناقابل اعتماد ہے۔ ان کی رائے میں ''یہودہ'' حضرت عیسیٰؑ کا وہ حواری تھا جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے ان سے غداری کی اور یہودی حکام کو حضرت عیسیٰؑ کی نشاندہی کی تھی۔ درحقیقت اس نے وہ سب کچھ کیا ہی نہیں جس کا تذکرہ عہد نامہ جدید میں ملتا ہے۔ ان اسکالرز نے دوسرے حواریوں متی، مرقس، لوقا اور یوحنا کی یہودہ کے خلاف شہادتوں کو مسترد کرتے ہوئے چاروں کو ناقابل اعتماد ٹھہرایا ہے۔ ان کے بقول یسوع مسیح کی پیدائش، حیات ثانی، خطاب کوہ اور

دوسرے حوالوں سے ان چاروں اناجیل کو مسترد کردینا چاہیے۔ ان اسکالرز کی رائے کے مطابق یہ بات ناممکن ہے کہ چاندی کے تیس سکوں کے عوض یہودہ نے اپنے آقا سے غداری کی ہو اور انہیں اس لیے بوسہ دیا ہو کہ ان کو مخالف حکام شناخت کرسکیں ان کی رائے میں ایسا تصور کرنا بھی حضرت عیسیٰؑ کی بے حرمتی کے مترادف ہے۔ ۱۹۹۶ء کے اس سیمنار کے بعد شائع ہونے والی کتاب "پانچوں اناجیل" کے مصنف اور ایموڈی یونیورسٹی میں "عہد نامہ جدید" کے اسکالر ٹموتھی جانسن نے ان اناجیل پر سخت تنقید کی۔ اس سے قبل مصنف نے تاریخی کتب "یسوع مسیح کی گمراہ کن تلاش" اور روایتی اناجیل کی حقیقت کے عنوان سے شائع کرچکا ہے۔

ٹموتھی جانسن کی تحقیق کا لب لباب یہ ہے کہ ان ساری اناجیل میں بنیادی اہمیت کے تمام احکام تحریف شدہ ہیں۔ قدامت پسند عیسائی متی مرقس لوقا اور یوحنا کی اناجیل کی تصدیق تو ضرور کرتے ہیں مگر ساتھ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ ان حواریوں کی لکھی ہوئی نہیں ہیں بلکہ ان کے گمنام پیروکاروں نے بعد میں لکھی ہیں۔ یہی سبب ہے کہ ان اناجیل کا ہر نسخہ یسوع مسیح کی ایک نئے انداز سے تصویر کشی کرتا ہے۔ تاہم قدامت پسند عیسائی موجودہ اناجیل میں پال کے مکتوبات ہی کو بہترین تاریخ سمجھتے ہیں۔ اور یہی گرجا گھروں میں عشائے ربانی میں پڑھی جاتی ہیں۔ ان کے خیال میں ایک عام عیسائی کو ان کے بارے میں زیادہ

غور و خوض نہیں کرنا چاہیے۔ اور اس قسم کے سوالات نہیں کرنے چاہیں کہ آیا واقعی حضرت عیسیٰؑ نے مردے کو جلا بخشی تھی اور نہ ہی حضرت عیسیٰؑ کی آمد کے بارے میں کوئی سوال اٹھانا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک عام عیسائی کو انجیل بغیر پادری کے پڑھنا منع ہے۔ ان تبدیلیوں کے سبب کتاب میں موجود واقعات میں مماثلت ہی نہیں رہی۔ یہاں تک کہ ایک آیت دوسری آیت سے متصادم نظر آتی ہے۔ اس کا اندازہ آگے دیے گئے تقابلی جائزے سے لگایا جاسکتا ہے جو کہ مختلف اناجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے متعلق ہے۔ اسے پڑھ کر ایک قاری خود اندازہ لگا سکتا ہے کہ ان اناجیل میں کس حد تک تضاد موجود ہے۔

متیٰ کی انجیل

آیت ب نمبر ۱۶:

اور یعقوب سے یوسف پیدا ہوا۔ یہ اس مریم کا شوہر تھا جس سے یسوع پیدا ہوا جو مسیح کہلاتا ہے o

آیت ب ۱۸ تا ۲۳

اب یسوع مسیح کی پیدائش اسطرح ہوئی کہ جب اس کی ماں مریمؑ کی منگنی یوسف کے ساتھ ہو گئی تو ان کے اکٹھا ہونے سے پہلے وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی o

پس اس کے شوہر یوسف بن داؤد نے جو راست باز تھا اور اسے بدنام
نہیں کرنا چاہتا تھا اسے چپکے سے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا ٥
وہ ان باتوں کو سوچ ہی رہا تھا کہ خداوند کے فرشتے نے اسے خواب میں
دکھائی دے کر کہا: اے یوسف ابن داؤد اپنی بیوی مریمؑ کو اپنے ہاں لے آنے سے
نہ ڈر کیونکہ جو اس کے پیٹ میں ہے وہ روح القدس کی طرف (قدرت) سے ہے٥
اس کے بیٹا ہوگا اور تو اس کا نام یسوع رکھنا کیونکہ وہی اپنے لوگوں کو ان
کے گناہوں سے نجات دے گا٥
یہ سب کچھ اس لیے ہوا جو خداوند نے نبی کی معرفت کہا تھا کہ وہ پورا ہو
کہ٥ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی٥

مرقس کی انجیل

آیت نمبر ۱ تا ۳:

یسوع مسیح ابن خدا کی خوشخبری کا آغاز٥
جیسا یسعیاہ نبی کی کتاب میں لکھا ہے کہ دیکھ اپنا پیغمبر تیرے آگے بھیجتا
ہوں جو تیری راہ تیار کرے گا٥
بیابان میں پکارنے والے کی آواز آتی ہے کہ خداوند کی راہ تیار کرو اس کے
راستے سیدھے بناؤ٥

لوقا کی انجیل

آیت الف ۲۶ تا ۳۲

جبرائیل فرشتہ خدا کی طرف سے گلیل کے ایک شہر میں جس کا نام ناصرۃ تھا اس ایک کنواری کے پاس بھیجا گیا O

جسکی منگنی داوٗد کے گھرانے کے ایک مرد یوسف نامی سے ہوئی تھی اور اس کنواری کا نام مریمؑ تھا O

اور فرشتے نے اس کے پاس اندر آکر کہا سلام تجھ کو جس پر فضل ہوا ہے خداوند تیرے ساتھ ہے O

وہ اس کلام سے بہت گھبرا گئی اور سوچنے لگی کہ یہ کیسا سلام ہے O

فرشتے نے کہا اے مریمؑ خوف نہ کر کیونکہ خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے O

اور دیکھ تو حاملہ ہوگی اور تیرے بیٹا پیدا ہوگا اس کا نام یسوع رکھنا O

وہ بزرگ ہوگا اور خدا تعالیٰ کا بیٹا کہلائے گا O

یوحنا کی انجیل

آیت ب نمبر ۸ تا ۱۴

حقیقی نور جو ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے دنیا میں آنے کو تھا۔O

وہ دنیا میں تھا اور دنیا اس کے وسیلے سے پیدا ہوئی اور دنیا نے اسے نہ پہچانا O

وہ اپنے گھر آیا اور اس کے اپنوں نے اسے قبول نہ کیا O

لیکن جنھوں نے اسے قبول کیا اس نے انہیں خدا کے فرزند بننے کا حق

بخشا یعنی انہیں جو اس کے نام پر ایمان لاتے ہیں ○

وہ نہ خون سے نہ جسم کی خواہش سے نہ انسان کے ارادے سے بلکہ خدا

سے پیدا ہوئے ○

اور کلام مجسم ہوا اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا ○

اور ہم نے اس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال ○

ان چاروں اناجیل کی مذکورہ آیات کو پڑھنے کے بعد جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ کہ یہ اناجیل تضادات کا مجموعہ ہیں۔ مثلاً کہیں حضرت مریم کو یوسف کی بیوی لکھا ہے، کہیں کنواری لکھا گیا ہے۔ کہیں یوسف کو حضرت یعقوب کی اولاد لکھا ہے تو کہیں یوسف ابن داؤد لکھا گیا ہے۔ کہیں حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا لکھا گیا ہے تو کہیں خدا گردانا گیا ہے۔ یہ وہ باتیں ہیں جنہیں پڑھکر ایک عام قاری بھی بد حواس ہو جاتا ہے۔ جبکہ مجھ میں کریدنے کا مادہ کچھ سوا ہی موجود تھا۔ اس لیے میں خاص طور پر عیسائی مذہب سے متعلق ایسی باتوں کو خاص طور پر نوٹ کرتا تھا۔ اور سوچا کرتا تھا کہ آخر ایسا کیوں ہے۔

سکون کی تلاش

میری اپنے والد سے اکثر ان موضوعات پر بحث ہوا کرتی تھی۔ لیکن جب بھی اناجیل کی تبدیلیوں یا اناجیل میں موجود تضاد کے بارے میں سوال کرتا تو

وہ ان کا تسلی بخش جواب نہ دے پاتے اور مجھے نصیحت کرتے کہ تم ان چیزوں کے بارے میں زیادہ سوچ بچار مت کیا کرو۔ خداوند ان چیزوں کے بارے میں زیادہ جانتا ہے۔ اور مذہب کے بارے میں بحث سے گریز کیا کرو۔ ورنہ تم گناہگار ہو جاؤ گے۔ تم صرف ان امور پر توجہ دو کہ عیسائی مذہب کس طرح ساری دنیا میں پھیل سکتا ہے اور لوگ کس طرح یسوع مسیح کے مذہب کو سچا اور عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا ماننے والے بن سکتے ہیں تاکہ وہ فلاح پائیں اور جنت کے حقدار ہو جائیں۔

عیسائیت پر غور فکر کے نتیجے میں کتنے ہی سوال ذہن میں پیدا ہوتے مگر ان کا جواب نہ کسی دانشور کے پاس ملتا اور نہ پادری صاحبان دے پاتے انتہا یہ کہ فادر بھی اس سلسلے میں لاجواب تھے۔ یہی چیز تشنگی بڑھانے کا سبب بنی اور یہ تشنگی بڑھتے بڑھتے سوہان روح ہو گئی۔ میرے والد مجھے مطمئن نہ کر پاتے اور پھر میں ان سے زیادہ بحث کر بھی نہیں سکتا تھا کہ میں گناہگار قرار پاتا۔ تاہم میں اپنے طور پر جستجو جاری رکھے ہوئے تھا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ عیسائی مذہب کی جو بھی نئی بات سامنے آتی اسکی حقیقت جاننے کے لیے میرا تجسّس اور بڑھ جاتا۔ جیسا کہ میں پہلے بھی رقم کر چکا ہوں کہ مجھے ہر قسم کی آزادی میسر تھی اور ساتھ ہی دنیاوی آسائش کا ہر سامان بھی۔ مگر میں محسوس کرتا تھا کہ ہر شے میسر ہونے کے باوجود مجھ میں سکون کا فقدان ہے۔ دل کو ایک بے نام بے کلی سی چمٹ گئی تھی۔ شاید سکون قلب نہ ہونے کے سبب حواس پر اداسیوں کا قبضہ ہو چکا تھا۔

زندگی میں ایک خلا سا محسوس ہونے لگا، شب وروز اسی سوچ میں گذرتے کہ ایسا کیوں ہے، یہ خلا کیسا ہے، یہ بے نام خلش کیسی ہے۔ یہ دنیاوی آسائش اگر سکون قلب فراہم نہیں کر سکتیں تو پھر سکون قلب کس شے میں پوشیدہ ہے۔

اکثر ایسا ہوتا کہ جب میری ڈیوٹی گرجا کا گھنٹہ بجانے پر لگی ہوتی جو کہ عیسائیوں کو عبادت کے لیے ایک دعوت ہوتی ہے۔ اسی وقت چرچ کے سامنے والی مسجد سے اذان دی جارہی ہوتی، اذان کی یہ آواز الفاظ کا مفہوم سمجھے بغیر ہی مجھے مبہوت کر دیتی اور میں اسقدر گم ہو کر رہ جاتا کہ گھنٹہ بجانا ہی بھول جاتا اور بغور اذان سنتا رہتا۔ یہ اذان کے الفاظ کا جادو تھا یا میرے اندر انگڑائی لینے والا عبداللہ کہ اذان سن کر دل کو بڑا سکون سا ملتا تھا۔ ایک انجانی قوت مجھے اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ میں مسجد کے باہر جا کھڑا ہوتا اور مسلمانوں کو عبادت کرتے ہوئے دیکھتا رہتا۔

اسی سبب مجھ کو اکثر اپنے والد کی ڈانٹ ڈپٹ کا سامنا کرنا پڑتا۔ میں اکثر چرچ میں صلیب کے روبرو کھڑے ہو کر دعا مانگا کرتا کہ اے خداوند مجھے سکون مرحمت فرمااے خداوند سیدھے راستے کی طرف میری راہنمائی فرما۔ اور پھر جیسے خدا نے میری اسن لی۔ میری دعاؤں کو شرف قبولیت حاصل ہوا۔ اور پھر میں نے حق اور سکون پا ہی لیا مگر کیسے ؟

حق کی جستجو

یہ اتوار کا دن تھا۔ عبادت کی تیاری ہو رہی تھی۔ میں چرچ میں حضرت عیسیٰؑ کی محبت کے گیت گایا کرتا تھا اور عبادت کے بعد دعا کرانا بھی میرے فرائض منصبی میں شامل تھا۔ میرے والد نے مجھے حکم دیا کہ میں چرچ کا گھنٹہ بجاؤں تاکہ یسوع مسیح خدا کے بیٹے کو ماننے والے عبادت کے لیے چرچ میں آئیں۔ میں اس وقت فخر بھی محسوس کیا کرتا تھا کہ خدا نے مجھے ایسے مذہب میں پیدا کیا ہے جس میں خدا نے اپنے بیٹے کو ہماری ہدایت اور رہنمائی کے لیے بھیجا۔ میں نے گلے میں صلیب لٹکائی اور چرچ کی طرف چل دیا۔ چرچ پہنچ کر گھنٹہ بجایا اور روشنیاں کیں۔ پھر صلیب کے سامنے کھڑے ہو کر دعا کی کہ اے خدا کے بیٹے یسوع مسیح! لوگوں کے دلوں میں ڈال کہ وہ بھلائی کی طرف آئیں کیونکہ تو ہی دلوں کے بھید جانتا ہے۔ پھر ہاتھوں سے صلیب کا نشان بنایا اور اپنی سیٹ سنبھالی۔ لوگ میرا بہت احترام کرتے تھے کیونکہ میں مستقبل کا پیشوا اور عیسائیوں کا نجات دہندہ بننے والا تھا۔ لوگ میرے ہاتھوں کو بوسہ دیتے اور میں سروں پر ہاتھ رکھ کر دعائیں دیتا رہا۔ جب لوگ چرچ میں آگئے تو میرے والد چرچ میں داخل ہوئے۔ لوگ احتراماً کھڑے ہوگئے۔ میرے والد اس اونچی جگہ پر جو مذہبی راہنماؤں کے لیے مخصوص ہوتی ہے کھڑے ہوگئے پھر لوگوں کو بیٹھنے کا اور مجھ کو گیت بجانے کا اشارہ کیا۔ اس روز میں نے غمگین دھن بجائی اور جملہ عیسائیوں نے

غمگین گیت گایا۔ کیونکہ آج حضرت عیسیٰؑ کو صلیب پر چڑھائے جانے کا بیان تھا۔
پھر والد کا بیان شروع ہوا۔ انہوں نے کہا:

"یہودیوں کے سردار کاہنو نے یسوع مسیح کو صلیب پر چڑھانے کا حکم دیا اس وقت یسوع مسیح خداوند نے لوگوں کی طرف دیکھا اور کہا کہ لوگو میں تمہارے گناہوں کی وجہ سے صلیب پر چڑھایا جاتا ہوں۔ اور اگر میں صلیب پر نہیں چڑھوں گا اور جان نہیں دونگا تو خداوند جو ہمیشہ رہنے والا ہے جو ہر جگہ موجود ہے تمہارے گناہ معاف نہیں کرے گا۔ پھر فادر نے انجیل متی "نیا عہد نامہ" سے یہ آیات پڑھیں۔

"اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو صلیب سے اتر آ ٥

اسی طرح سردار کاہنو بھی فقیہوں اور بزرگوں کے ساتھ مل کر ٹھٹھے سے کہتے تھے ٥

اس نے اوروں کو بچایا اپنے تئیں نہ بچا سکا ٥

یہ تو اسرائیل کا بادشاہ ہے اب صلیب پر سے اتر آئے تو ہم اس پر ایمان لائیں ٥

اس نے خدا پر بھروسہ کیا ہے اگر وہ اسے چاہتا ہے تو اب اسکو چھڑا لے کیونکہ اس نے کہا تھا میں خدا کا بیٹا ہوں ٥

اور دو پہر سے لے کر تیسرے پہر تک تمام ملک میں اندھیرا چھایا رہا ٥

اور سہ پہر کے قریب یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا۔ ایلی، ایلی لما شفتنی یعنی اے میرے خدا میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا o

جو وہاں کھڑے تھے ان میں سے بعض نے کہا یہ ایلیاہ کو پکار تا ہے o

مگر باقیوں نے کہا ٹھہر جاؤ دیکھیں تو ایلیاہ اسے بچانے آتا ہے یا نہیں o

یسوع نے پھر بڑی آواز سے چلا کر جان دیدی o"

(متی : آیات ۴۱ تا ۵۰)

ان آیات کی تلاوت کے بعد فادر پھر گویا ہوئے۔ لوگو یسوع مسیح نے ہمارے گناہوں کی وجہ سے جان دیدی تم لوگ گناہ نہ کیا کرو۔ اور اگر کر بیٹھو تو راہب کے سامنے سچ بولو۔ اور اپنے گناہ کا اقرار کر لیا کرو۔ راہب تمہاری معافی کے لیے یسوع مسیح کے سامنے دعا کرے گا اور تمہیں بپتسمہ (Baptise) کرائے گا تا کہ تم پاک ہو جاؤ۔ کیونکہ راہب یسوع مسیح کا نائب ہو تا ہے اور وہی تمہارے گناہ معاف کروا سکتا ہے۔ خداوند یسوع مسیح تمہارے گناہ معاف کرے آمین۔ اس کے بعد مل کر یسوع مسیح کا گیت گایا گیا اور آخر میں میں نے دعا کروائی۔ وہاں سے میں والد کے ہمراہ گھر لوٹ آیا۔ یہ ایک اور دن میری بے چینی میں اضافہ کرنیوالا ثابت ہوا۔ ہر پل یہ احساس گھیرے رہنے لگا کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں وہ غلط ہے، سچائی کچھ اور ہے۔

ایک سوال جو بار بار میرے ذہن میں پیدا ہوتا رہا

وہ یہ تھا کہ یسوع مسیح اگر واقعتاً خدا کے بیٹے تھے تو مرے کیوں۔ کیونکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ خدا کی ذات ہمیشہ رہنے والی ہے۔ اور دنیا کے نابود ہو جانے کے بعد بھی قائم رہے گی۔ اس لحاظ سے یسوع مسیح کو بھی قائم رہنا چاہیے تھا۔ انہیں دنیاوی سرداروں نے صلیب پر چڑھادیا اور وہ کچھ نہ کر سکے اور نہ ہی خدا نے اپنے بیٹے کو بچانے کے لیے کچھ کیا۔ آخر کیوں؟ میں یہ بات والد سے پوچھ بیٹھا یہ سننا تھا کہ وہ سخت طیش میں آگئے اور مجھے نصیحت آمیز لہجے میں کہا پیٹر! توبہ کرو اتنی گمراہ کن باتیں نہ کیا کرو اور انجیل مقدس کی باتوں کو نہ جھٹلایا کرو۔ میری دعا ہے کہ خداوند یسوع مسیح تمہیں گمراہی سے محفوظ رکھے اور سیدھے راستے پر چلائے تم آج ہی بپتسمہ کرو اور خبردار ایسی باتیں آئندہ کسی کے سامنے نہ کر بیٹھنا۔ والد کی باتوں سے میں یہ سوچنے لگا شاید میری سوچ ہی غلط ہو۔ اس لیے میں نے انجیل مقدس سے رجوع کیا۔

انجیل مقدس سے راہنمائی

دل میں وہی بے چینی اور بے کلی لیے میں انجیل مقدس کے مطالعے میں مشغول تھا کہ یوحنا کی انجیل سے یہ آیات میری نظر سے گذریں:

"لیکن جب وہ مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی سچائی کا روح جو باپ سے صادر ہوتا ہے وہ میری گواہی دے گا O

لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے بہت فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا ٥ لیکن اگر جاؤں گا تو تمہارے پاس بھیج دوں گا ٥

مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہیں مگر اب تم انکو برداشت نہیں کر سکتے ٥

لیکن وہ یعنی سچائی کا رُوح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہیں کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبر دے گا ٥

یہ آیات پڑھنے کے بعد میں والد کے پاس گیا اور عرض کیا کہ انجیل مقدس میں لکھا ہے کہ یسوع مسیح نے کہا کہ میرا جانا ضروری ہے کیونکہ میرے جانے کے بعد ہی وہ آئے گا جو سچائی بیان کرے گا تو کیا یسوع مسیح کے بعد اب تک کوئی ایسا آیا جیسا کہ یسوع مسیح نے کہا تھا۔ والد کا جواب تھا نہیں، اب تک کوئی نہیں آیا البتہ عرب کے صحرا میں ایک شخص آیا تھا جس کا نام محمد ﷺ تھا اس نے یسوع مسیح کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا تھا، وہ بہت بڑا جادوگر تھا۔ ایسی جادو بھری زبان بولتا تھا کہ لوگ اسی کے ہو جاتے تھے۔ اس نے اپنے مذہب کا نام "اسلام" رکھا اور اس کے ماننے والے مسلمان کہلاتے ہیں۔ اس نے اپنا مذہب جادو اور تلوار کے زور پر پھیلایا۔ جو اسکو نہیں مانتے تھے انکو قتل کر دیا جاتا تھا۔ وہ اپنے آپ

کو خدا کا نبی کہتا تھا، وہ کہتا تھا لوگو مجھے نبی مانو ورنہ مار دیے جاؤ گے۔ والد نے کہا کہ اسلام دراصل وحشت اور جہالت کا مذہب ہے۔ اور مسلمان غیر مہذب، عیاش، عورتوں پر ظلم کرنے والے اور اپنے مخالفین کو زندہ جلا دینے والے لوگ ہیں۔ عیسائی مؤرخین اور مصنفین بھی مسلمانوں کے بارے میں یہی لکھتے ہیں۔

ہمارے مذہب عیسائیت کو اسلام کی وجہ سے بہت نقصان پہنچا ہے، عیسائیت کے سب سے بڑے دشمن مسلمان ہیں۔ میں نے والد سے کہا فادر میں اسلام کا مطالعہ کرنا چاہتا ہوں، انہوں نے کہا پیٹر میری تم کو ہدایت ہے کہ تم دنیا کے تمام مذاہب پر ریسرچ کرو مگر اسلام کا کبھی مطالعہ نہ کرنا اور مسلمانوں کے قریب بھی نہ پھٹکنا۔ یہ لوگ جادوگر ہیں، تم پر جادو کر دیں گے اور تمہیں تمہارے آباؤاجداد کے مذہب سے بیگانہ کر دیں گے۔ میں نے والد کی باتوں کو غور سے سنا۔ میرا تجسّس اور بڑھ گیا۔ میں نے بیشتر مذاہب کا مطالعہ کیا ہوا تھا، سوچا کیوں نہ والد کے علم میں لائے بغیر اسلام کا مطالعہ کروں اور دیکھوں کہ حقیقت کیا ہے۔ اپنے تئیں مصمم ارادہ کر لینے کے بعد یہ سوال پیدا ہوا کہ مطالعہ شروع کہاں سے کیا جائے۔

اندھیروں سے روشنی کی طرف

اب میں نے گاہے بگاہے اسلام کا مطالعہ شروع کر دیا۔ جوں جوں آگے بڑھتا رہا یہ راز مجھ پر وا ہوتا گیا کہ اسلام تو عقل و شعور سے قریب ترین مذہب ہے۔ اور پھر تاریخ اسلام کے مزید مطالعے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ میں تو اب تک اندھیروں میں بھٹک رہا تھا۔ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں جو کچھ عیسائی مذہبی پیشوا یا اسکالرز لکھتے رہے ہیں۔ وہ سب کچھ انکی ذہنی پراگندگی کا نتیجہ ہے۔ مزید معلومات کے لیے پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی زندگی اور انکی تعلیمات کا مطالعہ کیا تو میں خوشگوار حیرت میں ڈوب گیا کہ عیسائی راہبوں اور مصنفین کے پروپیگنڈے کے برعکس حضور ﷺ بنی نوع انسان کے عظیم محسن اور خیر خواہ تھے، بالخصوص انہوں نے عورت کو جو مقام اور مرتبہ عطا فرمایا اس سے پہلے اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ اسلامی کتب کے مطالعے کے بعد دل میں خیال آیا کہ مسلم اسکالرز سے ملنا چاہیے۔ تاکہ اسلام کے بارے میں انکے نظریات سے آگاہی حاصل ہو سکے۔

روحانی اجتماع

ایک دن میں تلاش حق میں سرگرداں گلشن اقبال (کراچی) کی طرف جا نکلا، دیکھا کہ مسلمانوں کا ایک اژدھام ہے جو سب شلوار قمیص زیب تن کیئے ہوئے، سروں پر پگڑیاں باندھے ایک جانب رواں دواں ہیں، میں نے ان میں

سے ایک شخص سے معلوم کیا کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔ اس نے جو لبا کہا یہاں روحانی اجتماع ہو رہا ہے۔ تلاش حق کے شوق میں میں ان میں شامل ہو گیا۔ جب عبادت گاہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک شخص کھڑا تھا دوسرا اسکے برابر میں ہاتھ باندھ کر اور آنکھیں بند کر کے لہک لہک کر کچھ گا رہا تھا۔ جب گانا ختم ہوا تو ایک لمبی ڈاڑھی والے صاحب نے تقریر کی۔ تقریر کے اختتام پر میں بمشکل ان صاحب تک پہنچ پایا، پہلے ہاتھ ملایا پھر اپنا تعارف کرایا کہ میرا نام ریاض پیٹر ہے اور مذھباً میں عیسائی ہوں، میں اسلام پر ریسرچ کر رہا ہوں اس لیے آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ وہ بہت خوش ہوا اور فرمایا آپکو اسلام کی بابت جو معلومات درکار ہیں ہم آپکو دیں گے۔ میں نے ان سے سوال کیا اسلام کیسا مذہب ہے؟ انہوں نے جواب دیا اسلام سچا مذہب ہے اور بھائی چارے اور انسانیت کا درس دیتا ہے۔ میں نے سوال کیا: محمد ﷺ کون تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ محمد ﷺ انسانی شکل میں نور تھے۔ میں نے سوال کیا یہ نور کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا نور خدا کو کہتے ہیں اور محمد ﷺ اس نور کا حصہ ہیں۔ میں نے کہا کہ پھر تو آپکی نظر میں محمد ﷺ خدا ہیں۔ انہوں نے کہا: نہیں وہ خدا نہیں بلکہ خدا کے نبی ہیں مگر خدا نے اپنا نور شامل کر کے انہیں تمام انسانوں اور پیغمبروں سے افضل کر دیا ہے اور انسانی شکل میں اپنا نور بھیجا تا کہ لوگ انکو جان کر سچائی کی راہ اپنائیں اور فلاح پائیں۔ میں نے پوچھا کہ ابھی جو شخص کچھ گا رہا تھا وہ کیا تھا، انہوں نے تصحیح فرمائی کہ وہ گا نہیں رہا

تھابلکہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں نعت پڑھ رہا تھا۔ اس کے بعد میں نے ان سے اجازت لی اور گھر چلا آیا۔ گھر آکر میں یہی سوچتا رہا کہ کیا واقعی یہی اسلام ہے ؟ یا یہ لوگ بھی ہماری طرح گمراہی کا شکار ہیں۔ اس طرح تو ان میں اور ہم میں کوئی فرق نہیں۔ یہ لوگ اپنی مسجد میں وہی سب کچھ کر رہے ہیں جو ہم عیسائی اپنے گرجوں میں کرتے ہیں۔ یقیناً کہیں گڑبڑ ضرور ہے۔ ہم بھی چرچ میں یسوع مسیح کی محبت کے گیت گاتے ہیں یہ لوگ بھی اپنی عبادت گاہوں میں محمد ﷺ کی محبت میں نعت گاتے ہیں، اسی طرح عیسائیوں کا ایک فرقہ عیسیٰ ؑ کو خدا کہتا ہے، جیسا کہ انجیل میں ہے "حقیقی نور جو ہر آدمی کو روشن کرتا ہے دنیا میں آنے کو تھا ○

وہ دنیا میں تھا اور دنیا اسکے وسیلے سے پیدا ہوئی اور دنیا نے اسے نہ پہچانا ○"

(یوحنا: آیت: ۸۔۹)

ان مسلمانوں کا نظریہ بھی یہ ہے کہ محمد ﷺ بھی خدا کے نور کا حصہ ہیں۔ تو فرق کچھ بھی نہ ہوا۔ اس ملاقات نے بجائے میری تشفی کئے میرے ہیجان میں کچھ اور اضافہ کر دیا۔ میں خدا سے دعائیں کرتا رہا کہ وہ میری مدد فرمائے اور سچائی کے راستے کی سمت میری رہنمائی فرمائے۔ میں کچھ الجھ رہا تھا لیکن پھر میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے جس طرح عیسائیوں میں بہت سے فرقے ہیں شاید اسی طرح مسلمانوں میں بھی ہوں۔ میں نے فیصلہ کر لیا کہ مجھے راہ حق کی تلاش کے

لیے ان لوگوں تک پہنچنا ہوگا جو مجھ کو اسلام کی سچی تصویر دکھا سکیں۔ ساتھ ہی یہ ارادہ بھی کیا کہ مسلمانوں کے ان فرقوں پر تحقیق بھی ضروری ہے۔ اسطرح یہ سفر جاری رہا۔

مدرسہ دار القرآن میں

تلاش حق میں صحرا نوردی کرتے ہوئے ایک دن میں مدرسہ دار القرآن جا پہنچا وہاں میری ملاقات ایک مولانا صاحب سے ہوئی۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ میں اسلام پر تحقیق کر رہا ہوں۔ انہوں نے کہا آپ جمعرات کو آجائیں میں آپکو ایسی جگہ لے چلوں گا جہاں آپکو اسلام کا عملی نمونہ دیکھنے کو ملے گا، وہاں سے آپکو اسلام کے متعلق صحیح معلومات حاصل ہو جائیں گی۔ مزید یہ کہ وہاں آپکو حقیقی اسلام اور حقیقی مسلمانوں سے ملنے کا موقع ملے گا۔ اگر آپ نے ان کے ساتھ تین دن گزار لیے تو اسلام سے متعلق درست معلومات حاصل ہو سکیں گی۔ اندھے کو کیا چاہیے دو آنکھیں، سو میں بروز جمعرات ان کے پاس جا پہنچا۔ انہوں نے مجھے ہدایت فرمائی کہ دیکھو وہاں کسی کو یہ نہ بتانا کہ تم مذہباً عیسائی ہو۔ وہاں اور بھی بہت سے مولوی تھے۔ بستر اور بہت سا سامان ہر ایک کے ساتھ تھا گویا بہت لمبے سفر پر روانہ ہو رہے ہوں۔ مجھ سے نہ رہا گیا میں نے پوچھا یہ سازو سامان بمعہ بستر اپنے ساتھ کیوں رکھا ہے انہوں نے جواب دیا ہمیں بہت دور جانا ہے ہمارے بزرگوں نے کہا ہے کہ اللہ کے نبی جب بھی دین کی تبلیغ کے لیے

جاتے تو اپنی ضرورت کا سامان ساتھ رکھتے تھے اسطرح ہم مدرسے سے روانہ ہوئے۔

تبلیغی مرکز میں

ہمارا سفر ایک بڑی مسجد پر ختم ہوا۔ وہاں بہت سے مولوی تھے ان میں تقریباً ہر عمر کے لوگ شامل تھے، وہاں لائن میں بہت سے بستر، برتن اور دیگر سامان رکھا ہوا تھا۔ مجھے پہلی نظر میں یہ ایک مسافر خانہ سا لگا، میں نے پوچھا یہ کونسی جگہ ہے ؟جواب ملا یہ ہمارا تبلیغی مرکز ہے۔ یہاں سے لوگ اللہ کے راستے میں نکلتے ہیں۔ کوئی تین دن کے لیے کوئی چالیس دن کے لیے اور کوئی چار ماہ کے لیے اور کچھ تو ایسے ہیں جنھوں نے اپنی پوری زندگی ہی تبلیغ کے لیے وقف کر رکھی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا یہ لوگ غیر مسلموں کو جا کر تبلیغ کرتے ہیں ؟ انہوں نے جواب دیا نہیں ابھی تو مسلمانوں ہی کو تبلیغ کی اشد ضرورت ہے۔ یہاں سب سیکھنے کے لیے آتے ہیں۔ یہاں محمد ﷺ کی سنت سکھائی جاتی ہے۔ اتنے میں نماز کا وقت ہو گیا۔ میں مسجد سے باہر چلا آیا۔ نماز کے بعد میں پھر مسجد میں چلا گیا۔ مولوی صاحب نے فرمایا ابھی بیان ہو گا۔ غور سے سننا۔ میں نے بیان بغور سنا مگر حقیقت یہ ہے کہ میرے پلے کچھ نہ پڑا۔ کوئی ایسی بات نہیں تھی جو مدلل ہو، تقریباً ساری باتیں ہی اپنے بزرگوں کے حوالے سے کی گئیں۔ اس بیان کے بعد سب نے مسجد ہی میں کھانا کھایا، مولوی صاحب نے مجھ سے کہا کہ کل ہماری

جماعت سہ روزہ تبلیغی مشن پر اللہ کے راستے میں نکلے گی، آپ بھی ہمارے ہمراہ ضرور چلیں، میں نے جواب دیا کہ اگر وقت میسر ہوا تو ضرور چلوں گا۔ میں پھر آؤں گا یہ کہہ کر میں گھر کو روانہ ہو گیا۔

گھر پہنچ کر جو خیال بار بار آتا رہا وہ یہ تھا کہ یہ عجیب مسلمان ہیں کہ اپنے ہی لوگوں کو تبلیغ کرتے ہیں۔ حالانکہ دنیا بھر کے مذاہب کے پیروکار دوسرے مذاہب کے لوگوں میں جاکر' پنے مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں۔ دوئم یہ کہ جو بات بھی کہی گئی وہ بزرگوں کے حوالے سے یا بزرگوں سے سنی ہوئی تھی۔ تو کیا ہر بات اسلام کی آج کے مسلمان تک بزرگوں سے ہی پہنچی ہے۔ یہ تو صریح نادانی ہوئی کہ صرف سنی سنائی باتوں پر ہی عمل کیا جائے۔ میں اپنے طور پر اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ لوگ نادانی کا شکار ہیں کہ سنی سنائی باتوں کو سینے سے لگائے بیٹھے ہیں۔ خدا ان کو عقل دے کہ یہ پہلے تحقیق کریں اور پھر اس پر عمل کریں۔ اگر تحقیق نہیں کریں گے تو غلطیاں کرتے رہیں گے اور نقصان اٹھاتے رہیں گے۔ عیسائیوں میں بھی مشنری کام کرتی ہے۔ وہ سب سے پہلے مختلف مذہبی اداروں میں عیسائیت کی تعلیم دیتے ہیں پھر تبلیغ کی تربیت دی جاتی ہے۔ پھر کہیں جاکر یہ لوگ عیسائیت کی تبلیغ کے لیے غیر عیسائی لوگوں میں جاتے ہیں۔

میں نے جب اسلام پر تحقیق شروع کی تو ایک بات محسوس کرتا رہا تھا کہ اسلام میں ایک کشش ہے جو انسان کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ شاید یہی وہ جادو ہے

جس سے مجھے ڈرایا جاتا تھا۔ میں اسلام کے بارے میں جس قدر مطالعہ کرتا رہا۔ میرا تجسّس اتنا ہی بڑھتا رہا۔ اسی دوران میں مجھ کو مشنری سرگرمیوں کے سلسلے میں راولپنڈی جانے کا موقع ملا۔ پنڈی میں ایک اسلامک ریسرچ سینٹر ہے۔ میں وہاں جا پہنچا میری ملاقات وہاں کے ایک پروفیسر صاحب سے ہوئی۔ انہوں نے مجھ کو جناب احمد رضا خان بریلوی کی تصنیفات دیں اور فرمایا کہ یہ اسلام کے بہت بڑے اسکالر کی کتابیں ہیں۔ میں نے بصد شکریہ لے لیں اور مطالعہ شروع کر دیا۔ یہ کتابیں بھی میری تشنگی کو بجھانے کا سامان نہ کر سکیں البتہ جوبات واضح طور پر محسوس کی وہ یہ کہ مصنف اپنی ذات اور شخصیت کو ابھارنے کے لیے کوشاں ہے۔ دوئم یہ کہ ان کتابوں میں وہی مسئلہ تھا یعنی حضرت محمد ﷺ کو نور کہا گیا ہے جس پر میں گذشتہ اوراق میں تفصیل سے بات کر چکا ہوں۔

محفل ذکر میں

میری جستجو کی اگلی منزل ایک ذکر کی محفل ثابت ہوئی۔ ہوا یوں کہ ایک شام میں پنڈی شہر کی سیر کو نکلا ہوا تھا کہ راستے میں ایک مسجد سے شور کی آوازیں سنائی دیں، میں مسجد میں جا گھسا۔ میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ آنکھیں بند کئے زور زور سے اللہ ھو اللہ ھو پڑھ رہے ہیں۔ میں نے وہاں موجود ایک شخص سے پوچھا یہ کیا کر رہے ہیں ؟اس نے جواب دیا یہ اللہ کا ذکر کر رہے ہیں۔ کچھ ہی دیر بعد ان کا وہ ذکر ختم ہو گیا۔ میں انکے قریب گیا اور پوچھا یہ آپ لوگ کیا کر رہے

تھے۔ ان کا جواب تھا کہ ہم اللہ کا ذکر کر رہے تھے۔ ہمارے پیر و مرشد کا فرمان ہے کہ کثرت سے اللہ کا ذکر کیا کرو اور اسقدر کہ تمہارے دل کی دھڑکن سے اللہ ھو کی آواز آنے لگے۔ میں نے سوال کیا کہ آپ کے پیر و مرشد کا کیا نام ہے ؟اور ان سے کہاں ملاقات ہو سکتی ہے ؟انہوں نے جواب دیا ہمارے پیر و مرشد کا نام گوھر شاہی ہے اور وہ سندھ میں رہتے ہیں، میں نے انہیں بتلایا کہ میں ایک عیسائی ہوں اور اسلام پر ریسرچ میں مصروف ہوں۔ اس پر انہوں نے بے حد مسرت کا اظہار کیا اور تاکید فرمائی کہ انکے پیر و مرشد سے ضرور ملوں اور سندھ میں ان کے روحانی مرکز ضرور جاؤں کیونکہ وہاں اسلام کے متعلق صحیح پتا چل سکتا تھا۔ گوھر شاہی کا نام کچھ مانوس سا لگتا تھا مگر یاد نہیں پڑ رہا تھا کہ کب اور کہاں سنا ہے۔ میں نے ان سے وعدہ کیا کہ میں کوٹری سندھ ضرور جاؤں گا۔

اس روز پنڈی کے چرچ میں میرا یسوع مسیح کی کرامات کے موضوع پر لیکچر تھا مگر اس روز میرے بیان میں نہ پرانا جوش تھا نہ ولولہ، میں جو ایک پر جوش مقرر تھا اس روز بجھا بجھا سا تھا ایک تھکے ہوئے لہجے والا مقرر۔ میں دل میں یہی سوچ رہا تھا کہ ہم جو کچھ بیان کرتے ہیں اور عمل کرتے ہیں وہ سچائی سے کوسوں دور ہے۔ سامعین نے بھی اس بات کو شدت سے محسوس کیا کہ میں بے دلی کے ساتھ بیان کر رہا ہوں پہلے والا سارا جوش و جذبہ غائب تھا۔ اس چرچ کے پادری نے مجھ سے کہا کیا بات ہے پیٹر صاحب ؟آج آپ کی طبیعت شاید ناساز ہے۔ جواباً

مجھے وضاحت کرنی پڑی کہ نہیں۔ ایسی بات نہیں، دوسرے روز میری واپسی تھی، اسٹیشن پر بہت سے مشنری کے لوگ اور پنڈی کے پادری مجھ کو رخصت کرنے آئے ہوئے تھے، مجھے پھولوں اور تحائف سے نوازا گیا جو میں نے وہیں پر عیسائی بچوں میں تقسیم کر دیے اور کراچی کے لیے ٹرین میں سوار ہو گیا۔

روحانی مرکز میں

کراچی واپس جاتے ہوئے میں کوٹری اتر گیا۔ تاکہ روحانی مرکز جا کر گوھر شاہی سے ملاقات کر سکوں۔ گو یہ نام مسلسل میرے ذہن میں گونج رہا تھا مگر حافظہ ساتھ نہیں دے رہا تھا کہ یہ نام کہاں سنا ہے۔ الغرض لوگوں سے روحانی مرکز کے متعلق معلوم کیا کہ کہاں واقع ہے۔ لوگوں نے ایک سمت کی طرف میری راہنمائی کی کہ وہ جہاں بہت بڑا سا جھنڈا لگا ہوا ہے وہی روحانی مرکز ہے۔ لوگ مجھ کو بڑی حیرانی اور پریشانی کے عالم میں دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ میں پادری کے مخصوص لباس میں تھا۔ روحانی مرکز پہنچ کر میں نے مدعا بیان کیا کہ میں گوھر شاہی صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ مجھے ایک کمرے میں بٹھایا گیا، تھوڑی دیر بعد مجھ کو دوسرے کمرے سے باریابی کے لیے طلب کیا گیا۔ وہ ایک ہال نما کمرہ تھا اور بہت سے لوگ وہاں بصد احترام بیٹھے تھے۔ اور ایک شخص سامنے تخت پر براجمان تھا۔ جسے دیکھتے ہی میں پہچان گیا کہ یہ تو ریاض گوھر شاہی ہے۔ موصوف میرے والد کے بہت اچھے دوست ہیں، آپ دو مرتبہ ہمارے چرچ میں بھی قدم

رنجہ فرما چکے ہیں۔ مجھے ایک شاک سا لگا کہ یہ ہیں مسٹر گوھر شاہی، مسلمانوں کے پیرومرشد۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر گلے لگالیا اور پوچھا کیسے آنا ہوا پیٹر! میں نے عرض کیا کہ پنڈی سے کراچی جارہا تھا، سوچا آپ سے بھی ملتا چلوں۔ میں ان سے اسلام کے بارے میں کوئی بات نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ مجھے اندیشہ تھا کہ اگر ایسا کیا تو یہ بات والد صاحب تک پہنچ جائے گی۔ جبکہ میری یہ تحقیق ابھی والد سے چھپ کر جاری تھی۔ انہوں نے میرا تعارف وہاں بیٹھے ہوئے لوگوں سے کروایا۔ میں یہ عرض کرتا چلوں کہ گوھر شاہی کو میں مسلمان نہیں سمجھتا کیونکہ انہوں نے فروری ۱۹۹۷ء میں ہمارے چرچ میں لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ میری ملاقات خواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہوئی تھی۔ عیسیٰ علیہ السلام نے مجھ سے کہا تھا کہ میرے ماننے والوں کو خوشخبری دو کہ وہ سچے ہیں اور خداوند کا ذکر کرتے رہیں تاکہ فلاح پائیں۔ گو اس کتاب میں کسی کو مناظرے یا مباہلے کی دعوت دینے کی کوئی گنجائش نہیں مگر سچ کو منظر عام پر نہ لانا بھی زیادتی ہوگی۔ اور وہ اس لیے بھی کہ دوسرے بہت سے دینی بھائیوں کو اس گمراہی میں مبتلا ہونے سے روکا جاسکے اس لیے میں جناب ریاض گوھر شاہی سے یہ پوچھنے میں حق بجانب ہوں کہ :

(الف) ان کو مسلمان اداروں کی بجائے عیسائی گرجوں میں خطاب کی دعوت کیوں دی جاتی ہے ؟

(ب) عیسائیوں کی سب سے بڑی مشنری چرچ آف انگلینڈ انکو اپنے خرچ پر بیرون ملک گرجا گھروں میں خطاب کے لیے کیوں بلواتی ہے ؟

(پ) اگر مسٹر گوھر شاہی گرجوں میں اسلام کی تبلیغ کے لیے جاتے ہیں تو اب تک کتنے لوگوں یا عیسائیوں کو مسلمان کیا ؟

(ت) اس دعوے کا مقصد کیا ہے کہ ان کی شبیہہ چاند پر اور حجر اسود پر موجود ہے ؟ اور اس کا پروپیگنڈہ صرف عیسائی ذرائع ابلاغ ہی کیوں کرتے ہیں کسی اسلامی ملک نے اسکی تصدیق کیوں نہیں کی ؟ حجر اسود تک تو صرف مسلمانوں ہی کو رسائی حاصل ہے۔ کیا سارے مسلمان خدانخواستہ نابینا ہیں کہ وہ حجر اسود پر وہ شبیہ نہ دیکھ سکے ؟

(ث) کہیں ایسا تو نہیں کہ عیسائی پروپیگنڈہ مشنری کے ذریعہ دین اسلام کو باطل ثابت کرنے کے لیے انہیں جھوٹے نبی کا تاج پہنایا جانے والا ہو۔ تا کہ وہ یہ ثابت کر سکیں کہ حضرت عیسیٰؑ نے جس کی پیشگوئی کی وہ ہستی گوھر شاہی کی ہے ، جسے عیسیٰؑ نے جا کر بھیجا ہے۔ اسطرح وہ پیشگوئی جو حضرت محمد ﷺ پر حرف بہ حرف صادق آتی ہے اس میں ابہام پیدا کر کے اپنے مذموم ارادوں کی تکمیل کر سکیں میں اپنے تجربے کی بنیاد پر کہہ سکتا ہوں کہ مسٹر گوھر شاہی مسلمانوں کی صفوں میں عیسائی مشنری کے ایجنٹ ہیں۔ اور عیسائی مشنری مستقبل میں ان سے اسلام کے خلاف کوئی بڑا کام لینے والی ہے۔

قصہ مختصر یہ کہ روحانی مرکز میں میرا قیام ایک روزہ تھا۔ وہاں مجھ کو وی آئی پی کا درجہ دیا گیا، ہر طرح سے میری خاطر تواضع کی گئی۔ میری پسند کی ہر شے مہیا کی گئی، دوسرے دن میں نے وہاں سے واپسی کا سفر شروع کیا۔

مجھے اب تک کوئی بھی ایسا مسلم اسکالر نہیں ملا تھا جو مجھے اسلام کی روح کے عین مطابق معلومات فراہم کر سکے۔ میں اسلام سے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کے لیے اسلامی کتب کا مطالعہ کرتا رہا۔ مگر یہ خواہش شدت اختیار کرتی چلی گئی کہ کوئی ایسا مسلم اسکالر ملے جو مجھے صحیح اسلامی معلومات فراہم کرے۔ اب تک کی جستجو کے نتیجے میں یہ واضح ہو چکا تھا کہ اسلام میں بہت سے فرقے ہیں مگر کس فرقے کے عقائد عین اسلام ہیں، یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا۔ عقل کام نہیں کر رہی تھی اسلیے کہ ہر فرقے کے افراد اپنے آپ کو درست کہتے تھے مگر کسی نے بھی مستند حوالوں سے اپنے آپ کو حق پر ثابت نہیں کیا۔ حق کو پالینے کی جستجو میں میں مختلف اسکالروں سے ملتا رہا، مختلف اسلامی اداروں کی خاک چھانتا رہا مگر اب تک جو معلومات حاصل ہو سکیں ان پر شخصیت پرستی کا رنگ غالب بلکہ نمایاں تھا، اب تک کی صحرا نوردی کوہ پیمائی ثابت ہوئی تھی۔

جامعہ بنوریہ میں

ایک روز میں جامعہ بنوریہ جا نکلا۔ وہاں میری ملاقات ایک مفتی صاحب سے ہوئی۔ ان سے بہت سی معلومات حاصل ہوئیں اسی دوران میں چائے منگوائی

گئی۔ سب کی تواضع شفاف پیالیوں میں کی گئی مگر مجھ کو ایک ایسے کپ میں جو پھینک دینے کے لائق تھا چائے پیش کی گئی، میں نے وہ بصد شکریہ واپس کر دی اور عذر یہ کیا کہ میں چائے نہیں پیتا۔ میں ان سے یہ سوال کیئے بغیر نہ رہ سکا کہ مفتی صاحب کیا اسلام میں اہل کتاب کے ساتھ کھانے پینے کی ممانعت ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اسلام میں اہل کتاب کے ساتھ کھانا پینا ممنوع نہیں مگر الگ پلیٹ میں کھانے کا حکم ہے۔ مجھ سے نہ رہا گیا اور عرض کیا کہ جہاں تک اسلام کے متعلق میری معلومات ہیں تو اسلام محبت اور شفقت کا دین ہے جو کالے اور گورے کے فرق کو مٹا دیتا ہے، امیر و غریب اور اونچی یا نیچی ذات کا کوئی فرق نہیں رکھتا۔ مگر آپ نے مجھ کو ایسے کپ میں چائے دی جیسے دوسرے مذاہب میں نچلی ذات کے لوگوں سے سلوک کیا جاتا ہے۔ مزید یہ کہ آپ نے مجھ سے ہاتھ ملانا تک گوارہ نہیں کیا یہ سننا تھا کہ محترم مفتی صاحب آگ بگولہ ہو گئے اور انتہائی طیش کے عالم میں بولے کہ آپ یہاں اسلام کی معلومات لینے آئے ہیں یا ہم سے بحث کرنے، برائے مہربانی آپ یہاں سے تشریف لے جائیں۔ اس واقعہ نے مجھے سخت دلی صدمہ پہنچایا۔ قریب تھا کہ میں دلبر داشتہ ہو کر پرانی راہوں پر لوٹ جاتا کہ میرے اللہ نے مجھے سنبھال لیا اور میرے دل میں اسلام کی محبت کو اور بڑھا دیا۔ میرا تجسس کچھ اور زیادہ ہو گیا۔

مراقبہ ہال

اسی اثناء میں مجھے پتہ چلا کہ مسلمانوں کا ایک مراقبہ ہال بھی ہے۔ میں اپنے تجسس کے ہاتھوں بے قرار ہو کر وہاں پہنچ گیا۔ جہاں میری ملاقات جناب مقصود الٰہی صاحب سے ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ وہاں موجود تمام افراد خاموش بیٹھے ہیں۔ گویا سانس بند کیے یوگا میں مصروف ہوں۔ سامنے ہی ایک بزرگ بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگ ان سے ہاتھ ملاتے جاتے اور انکے ہاتھوں کو بوسہ دیتے جاتے۔ وہ بزرگ ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے اور کہتے کہ بیٹھ جاؤ۔ اپنے ذہن کو آزاد چھوڑ دو۔ اب اپنے ذہن میں صرف لفظ اللہ کا تصور کرو۔ میں نے مقصود الٰہی صاحب سے پوچھا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ اور یہ بزرگ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہ بزرگ بہت بڑے پیر ہیں۔ لوگ کس طرح اللہ کو اپنے اندر سمو سکتے ہیں، یہ اس کی تربیت دیتے ہیں۔ اور اسی کو مراقبہ کہا جاتا ہے۔ میں نے ان سے کہا میں اسلام کی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: آپ پیر صاحب کو دیکھ لیں یہی اسلام ہے۔ جس نے ان کو سمجھ لیا اور ان کے ہاتھ پر بیعت ہو گیا وہ مکمل اسلام میں داخل ہو گیا۔ میں وہاں کچھ دیر رک کر گھر واپس آگیا۔ گھر آکر میں نے سوچا تو یہ مراقبہ کا عمل مجھ کو چرچ میں کیے جانے والے ہپناٹائزم کے عمل سے مماثل نظر آیا کہ جس میں فادر اپنی آواز کے زیر و بم، ہلکی رنگ برنگی روشنی اور میوزک کی مدد سے لوگوں کو ہپناٹزم کرتے ہیں۔ مراقبہ ہال میں بھی وہی منظر

قدرے تبدیلیوں کے ساتھ دیکھنے کو ملا۔ اور سچ پوچھئے تو عیسائی فادر اور مسلمان پیر میں بڑی مماثلت محسوس ہوئی۔ جو بھی چاہے اپنی مرضی سے کر گذرے پھر فادر سے ہاتھ ملالے ہاتھوں کو چومے خداوند یسوع مسیح کو خدا کا بیٹا تسلیم کر لے فادر اسکو بپتسمہ دے اور وہ عیسائیت میں پاک صاف داخل ہو جائے۔ میری پریشانیاں کچھ اور بڑھ گئیں۔ دل گواہی دے رہا تھا کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے مگر مجھے اسلام کی صحیح سمت نہیں مل پارہی تھی۔ اور نہ ہی میں اب تک کسی ایسے اسکالر سے مل سکا تھا جو میری صحیح سمت میں رہنمائی کر سکے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کیا کروں کہاں جاؤں۔

میری یہ عادت سی ہو چلی تھی کہ جہاں کوئی داڑھی والا مسلمان ملتا میں اس سے اسلام کی معلومات حاصل کرنے لگ جاتا۔ میرا دل چرچ سے اچاٹ ہو چکا تھا۔ میں اپنے خدا کے حضور دعا گو رہتا کہ وہ میری راہنمائی فرمائے۔ اور ایک وقت ایسا بھی آیا کہ میں نے یہ سوچنا شروع کر دیا کہ اگر مجھ کو کوئی مستند اسلامی اسکالر نہ مل سکا جو میری راہنمائی کر سکے اور مجھے درست سمت میں لے چلے تو میں اسلام پر تحقیق کا سلسلہ ترک کر دونگا مگر اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

اور میں نے حق کو پالیا

اسی دوران مجھے مسلمانوں کے ایک اور اسلامی مرکز جامعۃ الاحسان کا پتہ چلا۔ میں نے وہاں فون کیا میں نے ان سے کہا کہ میں اسلام کے بارے معلومات کے حصول کے لیے آپ کے ادارے میں آنا چاہتا ہوں۔ وہاں سے جواب ملا آپ جس وقت بھی چاہیں اسلامی معلومات کے لیے یہاں تشریف لا سکتے ہیں۔

میں اگلے ہی روز جامعہ الاحسان پہنچ گیا، بڑا سادہ سا دفتر تھا، سامنے ہی لال داڑھی سے مزین ایک مولوی صاحب تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا میرا نام ریاس پیٹر ہے اور میں عیسائی مذہب سے تعلق رکھتا ہوں۔ آجکل اسلام پر ریسرچ کر رہا ہوں، کل میں نے ہی آپکو فون کیا تھا۔ مولوی صاحب انتہائی خوش ہوئے، بڑی گرم جوشی سے مصافحہ کیا اور کہا میرا نام قاری جلیل الرحمٰن جاوید ہے، میں اس ادارے جامعہ الاحسان کا مدیر اعلیٰ ہوں۔ آپ سے ملکر از حد خوشی ہوئی آپ اسلام کے بارے میں جو کچھ پوچھنا چاہتے ہیں بلا تکلف پوچھیں۔ میری ان سے گفتگو سوال و جواب پر مشتمل تھی جو مناسب معلوم ہوتا ہے۔ سوالاً وجواباً ہی لکھی جائے۔

س : عیسائی عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں کیونکہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

ج : حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں اور اللہ نے اپنی قدرت سے انہیں

بغیر باپ کے پیدا کیا۔ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بھی بغیر ماں باپ کے پیدا کیا۔ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے اس لیے عیسائی انہیں خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ آدم علیہ السلام بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے انکو کیا کہیں گے ؟

س : عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ عیسیٰؑ کو صلیب دیدی گئی اور انہوں نے لوگوں کے گناہوں کیوجہ سے صلیب پر چڑھ کر جان دی۔ اسلام کا اس بارے میں کیا تصور ہے ؟

ج : حضرت عیسیٰؑ کو صلیب نہیں دی گئی بلکہ اللہ نے انہیں زندہ اٹھالیا تھا۔ جو یہودی عیسیٰ کو صلیب پر چڑھانے کے لیے آیا تھا۔ اللہ نے اسکو عیسیٰ کی شکل میں تبدیل کر دیا اور یہودیوں نے اسی کو عیسیٰ سمجھ کر صلیب پر چڑھا دیا۔ یہی اسلامی تعلیمات ہیں اور یہی قرآن میں لکھا ہے۔

س : کیا مسلمان عیسائیوں کی مقدس کتاب انجیل کو مانتے ہیں ؟

ج : ایک مسلمان کیلئے توریت ، زبور اور انجیل ، تینوں کتابوں پر ایمان لانا واجب ہے۔

س : انجیل مقدس میں ہر عہد کے مطابق تبدیلیاں کی جاتی رہی ہیں۔ کیا قرآن کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے ؟

ج : قرآن کی حفاظت کی ذمہ داری تو خود اللہ نے لی ہے۔ اس کتاب میں نہ کوئی

تبدیلی کی جاتی ہے اور نہ کوئی کر سکتا ہے۔ قرآن کے نزول سے ابتک اس کا ایک ایک لفظ محفوظ ہے۔ قرآن تو دنیا کی واحد کتاب ہے جسے مسلمان حفظ کرتے ہیں یعنی زبانی یاد کرتے ہیں۔ قرآن کو اللہ نے مسلمانوں کے دلوں میں محفوظ کر دیا ہے۔ توکسطرح اسمیں تبدیلی کی جاسکتی ہے اور یہی قرآن کی سچائی کی دلیل ہے۔

س : عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ اگر پادری کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کر لیا جائے تو پادری اگر چاہے تو گناہ معاف کرا سکتا ہے۔ کیا مسلمانوں کا بھی گناہوں کے متعلق یہی نظریہ ہے ؟

ج : گناہ معاف کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ اللہ کے علاوہ کوئی مولوی یا بڑے سے بڑا عالم بھی کسی کے گناہ معاف نہیں کرا سکتا۔

س : کیا عیسیٰؑ کے بعد حضرت محمد ﷺ ہی اللہ کے نبی تھے، انہوں نے کیا حکم دیا ہے ؟

ج : جی ہاں عیسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت محمد ﷺ ہی اللہ کے آخری نبی تھے۔ جن کا ذکر انجیل اور تمام آسمانی کتابوں میں موجود ہے۔ آپ نے کہا لوگو ! ایک اللہ کی عبادت کرو۔ اللہ واحد ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا۔ اور میں محمد ﷺ اللہ کا آخری پیغمبر ہوں۔ تم صرف اللہ کی عبادت کیا کرو۔ اور بتوں کی پوجا نہ کرو۔ اور غیر اللہ کی عبادت نہ کرو اور انہوں نے انسانیت کا درس دیا۔ شراب کو حرام قرار دیا۔ زنا سے منع فرمایا۔ والدین کے احترام کا حکم دیا

اور بھائی چارے کا سبق دیا۔

س : مسلمانوں کے بہت سے فرقے ہیں۔ ان میں سے کونسا فرقہ صحیح اسلام پر عمل پیرا ہے۔ جن کے پاس صحیح اسلام ہے انکی کیا پہچان ہے۔ اور محمد ﷺ نے فرقوں کے بارے میں کیا حکم دیا ہے ؟

ج : حضرت محمد ﷺ نے فرقہ بندی سے منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد تم فرقوں میں نہ بٹ جانا۔ اس کے باوجود بدقسمتی سے مسلمانوں میں بہت سے فرقے ہو گئے۔ ان میں سے صحیح لوگ وہ ہیں جو قرآن اور محمد ﷺ کے فرمان یعنی حدیث کو مانتے ہیں۔ اور ان پر عمل کرتے ہیں۔ کسی بھی اسکالر یا بڑے سے بڑے عالم کی وہ بات جو قرآن یا حدیث سے ثابت نہ ہو اسلام نہیں۔ اسلام وہی ہے جو قرآن اور حدیث میں ھے۔ ہم بھی انہی باتوں پر عمل کرتے ہیں۔ یعنی قرآن اور حدیث پر اور اسی کی تبلیغ کرتے ہیں۔

س : مسلمانوں کا ایک فرقہ ہے جو محمد ﷺ کو اللہ کا حصہ کہتا ہے۔ یعنی یہ کہ حضرت محمد ﷺ نور ہیں۔ کیا حضرت محمد ﷺ آپکی نظر بھی میں نور ہیں ؟

ج : حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور بشر ہیں۔ اللہ واحد اور لا شریک ہے۔ اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرتے ہیں وہ کفر کرتے ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کو نور کہنا قطعی غلط ہے۔

میں جتنی دیر قاری خلیل الرحمٰن جاوید کے پاس بیٹھا۔ انہوں نے ہر بات حدیث اور قرآن کے حوالے سے کی۔ میرے ہر سوال کا جواب بڑی محبت اور اپنائیت اور بھرپور دلیل کے ساتھ دیا۔ قاری صاحب کے علاوہ وہاں جتنے بھی عالم تھے مجھ سے بڑی اپنائیت سے ملے، یہ سب لوگ انتہائی سادہ تھے۔ دکھاوا ان میں نام کو بھی نہ تھا، سب سے بڑھکر یہ کہ ان میں شخصیت پرستی بالکل نہ تھی۔ سب ایک دوسرے کا احترام کررہے تھے۔ میں نے ان سب سے اجازت لی۔ چلتے چلتے قاری صاحب نے کہا آپکو جب بھی اسلام کی بابت کوئی بات معلوم کرنی ہو آپ بلا جھجھک ہمارے پاس تشریف لے آیئے گا۔

آج مجھ کو سکون ہی سکون محسوس ہو رہا تھا۔ جس شے کی مجھے تلاش تھی میں نے وہ پالی تھی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا کہ میں نے سچائی کو پالیا ہے۔ دل نے گواہی دی کہ یہی دین حق ہے۔ اب میں نے عیسائیت اور اسلام کا تقابلی موازنہ شروع کیا۔ جو نکتہ سب سے پہلے سامنے آیا وہ یہ تھا کہ ہم عیسائی بغیر باپ کی ولادت کے سبب عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ مگر آدم علیہ السلام کو جو بغیر ماں باپ کے پیدا کئے ان کو خدا کا بیٹا کیوں نہیں مانتے۔ مزید یہ کہ ہم کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ نے صلیب پر جان دے دی۔ ہم محمد ﷺ کو بھی ماننے کو تیار نہیں دوسری طرف مسلمان ہیں جو حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کا نبی مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ کو صلیب نہیں دی گئی بلکہ قدرت خداوندی سے زندہ اٹھالئے گئے۔ ہم اپنی

آسمانی کتاب میں روز نئی تبدیلیاں کر لیتے ہیں اور وہ پھر بھی آسمانی رہتی ہے مگر قرآن میں آج تک کوئی تبدیلی نہیں کی جا سکی۔ آج تک ایک بھی عیسائی انجیل مقدس کو زبانی یاد نہیں کر سکا جبکہ قرآن کو اکیلے یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ زبانی یاد کر لیا جاتا ہے۔ ہمارے یہاں امیر، غریب، کالے، گورے میں کسقدر فرق کیا جاتا ہے، انتہا یہ کہ ان کی عبادت بھی جدا جدا ہوتی ہے۔ دوسری جانب اسلام ہے جو بھائی چارے کا درس دیتا ہے۔ اسلام میں امیر، غریب، کالا، گورا کندھے سے کندھا ملا کر عبادت کرتا ہے۔ ہم اپنی عورتوں کو راہبہ بنا کر کسقدر ظلم کرتے ہیں۔ مگر اسلام عورت کو احترام کے درجے پر فائز کرتا ہے۔ ہم خدا اور انجیل سے زیادہ پادری کو اہمیت دیتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ پادری گناہ معاف کروا سکتا ہے جبکہ مسلمان کہتے ہیں کہ گناہوں کی معافی صرف اللہ ہی دے سکتا ہے اور صرف خدا کے احکام یعنی قرآن اور محمد ﷺ کے حکم یعنی حدیث کو اہمیت دیتے ہیں، بار بار سوچنے کا صرف ایک ہی نتیجہ نکلتا تھا کہ صرف اسلام ہی دین بر حق ہے۔ ہم غلطی پر ہیں یہ خیال آتے ہی نیندیں اڑ گئیں اور دل کا سکون ہوا ہو گیا۔ اب ایک نیا مسئلہ پیدا ہو گیا کہ جب میں خود گناہ کرتا ہوں تو دوسرے کے گناہ کیونکر بخشوا سکتا ہوں۔ ایک عمر گناہوں میں گذر گئی اب اسکی تلافی کیونکر ہو۔ یکایک ایک خیال آندھی کی طرح دل میں آیا اور پورے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے لیا کہ اپنے خدا سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا چاہیے اور مبنی بر حق اور سچے مذہب اسلام کو

قبول کر لینا چاہیے۔ کیونکہ حق کو جان لینے کے بعد تسلیم نہ کرنا خود فریبی ہے۔ آخر کار کافی غور و فکر کے بعد اور خوب سوچ سمجھ کر میں نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا تاکہ اپنے آپکو اس گناہ آلود زندگی سے محفوظ کیا جاسکے۔ کیونکہ شریعت موسوی و عیسوی ہے کہ جب تم کو سچا راستہ ملے تو تم اسکو اپنالو۔ اس وقت مجھ کو انجیل مقدس کے الفاظ یاد آنے لگے کہ عیسیٰؑ نے اپنے آخری خطاب میں کہا تھا کہ میرے بعد سچائی کی روح آئے گی۔ جو سچائی کا راستہ دکھائے گی۔ گناہوں سے روکے گی۔ میری گواہی دیگی۔ وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہے گا، جو سنے گا وہی کہے گا۔

عیسیٰؑ کے بعد حضرت محمد ﷺ آئے انہوں نے ہی لوگوں کو سچا راستہ دکھایا عیسیٰؑ کے نبی ہونے کی گواہی دی جو اللہ نے کہا وہی لوگوں کو حکم دیا۔ میرے قبول اسلام کے فیصلے کو استحکام نصیب ہوا۔ البتہ یہ فیصلہ اپنے طور پر کیا کہ میں صرف ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا جو قرآن اور حدیث پر عمل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس پر چلنے کی تلقین کرتے ہیں۔ میرا اشارہ جامعۃ الاحسان کے مدیر اعلیٰ قاری خلیل الرحمٰن جاوید کی طرف تھا۔ میں نے قاری صاحب کو فون کیا اور کہا کہ میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں۔ قاری صاحب نے کہا آپ خوب سوچ سمجھ لیں اور ابھی مزید اسلام کا مطالعہ کریں۔ میں نے جواباً عرض کیا کہ میں نے خوب سوچ سمجھ کر ہی یہ فیصلہ کیا ہے۔ قاری صاحب نے خبردار کیا کہ اسلام

قبول کر لینے کے بعد بہت سی مشکلات و مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔ میں نے کہا کہ نوجوانی مشکلات سے کھیلنے ہی کا نام ہے۔ میں راہ حق میں ہر تکلیف برداشت کروں گا۔ مگر دین حق ضرور قبول کروں گا۔ انہوں نے کہا بہت مسرت کا مقام ہے۔ آپ اتوار کو جامعۃ الاحسان آجائیں۔ دو روز مزید آپکو غور و فکر کے لیے مل جائیں گے۔

قاری صاحب سے اس گفتگو کے بعد ایک ایک پل گزارنا مشکل ہو گیا، ۴۸ گھنٹوں کا وقفہ ۴۸ سالوں سے بھی طویل نظر آنے لگا۔ اب مزید ایک سیکنڈ بھی گناہ کی زندگی گذارنا دشوار تھا۔ میں قاری صاحب کو کن الفاظ میں بتاتا کہ یہ دو دن کس طرح گزرے۔ آخر کار میری زندگی میں وہ پر سعادت لمحہ آہی گیا۔

قبول اسلام کا منظر

وہ اتوار کا دن تھا، ۱۶ اگست ۱۹۹۸ء

میں جامعۃ الاحسان پہنچ چکا ہوں۔ جہاں میرا انتظار ہو رہا ہے۔ قاری صاحب مجھ سے مخاطب ہوئے کہ کیا اب بھی آپ اپنے فیصلے پر قائم ہیں۔ میرا جواب تھا۔ جی ہاں۔ انہوں نے شیخ ثناء اللہ صاحب سے کہا کہ آپ جامعہ سے فیصل آباد جا رہے ہیں اس لیے میری خواہش ہے کہ ریاس پیٹر کو آپ ہی مشرف بہ اسلام کریں۔ انہوں نے مجھے کلمہ پڑھایا:

لا إله إلا الله محمد رسول الله

کلمہ حق کے پڑھتے ہی۔ اللہ کی وحدانیت کے اقرار اور محمد رسول اللہ کی شہادت کے ساتھ ہی یوں لگا جیسے صلیب ٹوٹ کر گر پڑی ہو اور میں صلیب کی قید سے آزاد ہو گیا ہوں، یوں لگا جیسے عیسیٰ علیہ السلام نے بھی صلیب توڑ ڈالی ہو۔ روشنی کی ایک کرن سی دل میں داخل ہوئی۔ میں مجسم روشن ہو گیا۔ ساری غلاظتیں دھل گئیں اور میں پاک ہو گیا۔ گویا دوبارہ پیدا ہوا ہوں۔ کلمہ طیبہ کو پڑھنے کے بعد جس کیفیت اور جس سرور سے میں دوچار ہوا، اگر ساری زبانوں کے موزوں الفاظ بھی رقم کر دوں تو شاید وہ کیفیت کسی پر آشکار نہ ہو سکے۔ پھر شیخ صاحب نے مجھ سے عہد لیا کہ میں ایک اللہ کی عبادت کروں گا۔ کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤں گا اور محمد ﷺ کو اللہ کا رسول جان کر ان کی دی ہوئی تعلیمات

پر عمل کروں گا۔ شراب کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔ جو چیزیں اسلام نے حرام قرار دی ہیں وہ نہیں کھاؤں گا اور اسلام پر آخری سانس تک قائم رہوں گا۔ پھر شیخ صاحب نے مجھ سے کہا۔ آج آپ ایسے ہو گئے ہیں جیسے نو مولود۔ اللہ آپکو استقامت عطا فرمائے اور اسلام پر قائم رکھے۔ اللہ کو عبد اللہ نام بہت پسند ہے۔ اس لیے آج سے آپکا نام عبد اللہ ہے۔ قاری صاحب اور جامعہ کے تمام اساتذہ کرام نے مجھے گلے لگایا۔ اور مسلمان ہونے کی مبارکباد دی۔ پھر مٹھائی تقسیم کی گئی۔ قاری صاحب نے مجھ سے کہا آپ آج سے ہمارے بھائی ہیں۔ آپکے تمام دکھ اور تکالیف میں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ پھر ہم سب نے کھانا کھایا۔ بعد از طعام میں اجازت لیکر گھر چلا آیا۔

قبول اسلام کے بعد والد سے ملاقات

والد صاحب گھر پر موجود نہ تھے میں اس مخمصے میں گرفتار تھا کہ آیا والد صاحب کو اس نئی تبدیلی سے آگاہ کیا جائے یا نہیں۔ کیونکہ میں نے اس سے قبل کبھی والد صاحب کے سامنے جھوٹ نہیں بولا تھا سو یہ فیصلہ کیا کہ سچ ہی بولنا چاہیے۔ جب والد گھر واپس آئے میں نے حوصلے سے کام لیتے ہوئے ان کے گوش گزار کیا کہ فادر میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اور میں مسلمان ہو چکا ہوں۔ مجھ سے گہری قلبی وابستگی کے باوجود یکدم وہ طیش میں آگئے۔ فوراً دروازے اور کھڑکیاں بند کیں اور بولے آہستہ بولو پیٹر یہ تم نے کیا کیا؟ میں نے وضاحت کی کہ

اب میرا نام عبداللہ ہے۔ انہوں نے کہا تم گمراہ ہو چکے ہو۔ مسلمانوں کا جادو تم پر چل گیا ہے تم کو بہکا دیا گیا ہے۔ میں نے پھر وضاحت کی کہ نہ مسلمانوں نے مجھ پر جادو کیا ہے اور نہ ہی کسی نے مجھے بہکایا ہے۔ میں نے خود تحقیق کی۔ اسلام کو سچا مذہب پایا اس لیے قبول کر لیا۔ وہ کہنے لگے تم اسلام قبول کر کے گمراہ ہو گئے ہو، تم نے اپنے اجداد کے عیسائی مذہب کو رد کر کے بڑا گناہ کیا ہے۔ مجھے کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا، میری عزت خاک میں مل گئی ہے۔ یسوع مسیح تمہیں کبھی معاف نہیں کریں گے۔ اب بھی کچھ نہیں بگڑا ہے یسوع مسیح کے آگے معافی مانگ لو اور بپتسمہ لے کر دوبارہ عیسائیت میں داخل ہو جاؤ، اسی میں تمہاری اور میری عزت ہے۔ تم جو طلب کرو گے میں وہ سب کچھ تمہیں دونگا مگر تم دوبارہ عیسائیت قبول کر لو۔ میں نے کہا فادر سچائی سے گریز ممکن نہیں، میں نے سچائی کو تلاش کیا اور قبول کر لیا۔ آپ بھی سچائی کو تسلیم کر لیں۔ یہ آپ بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ ہی عیسیٰ کے بعد نبی ہیں اور یہی خبر انجیل بھی دیتی ہے۔ آپ بھی اسلام قبول کر لیں۔ یہ سن کر انہوں نے زندگی میں پہلی دفعہ مجھے بہت مارا اور تنبیہ کی کہ اگر تم باز نہ آئے تو تمہیں سارے عیش و آرام، دولت و جائیداد سے بے دخل کر دیا جائے گا۔ میں نے بھی جواباً کہا کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے یہ میرا آخری فیصلہ ہے، میں اسلام نہیں چھوڑوں گا۔ یہ سن کر انہوں نے کہا کہ اب تمہاری تقدیر کا فیصلہ پاکستان کرسچن کمیونٹی کرے گی، اس وقت

تک تم گھر سے باہر نہیں جا سکتے، اور مجھ کو ایک کمرے میں بند کر دیا گیا۔ مجھے ایک وقت کا کھانا فراہم کیا جاتا۔ میرے والد نے مجھ سے بات کرنا بھی ترک کر دی۔ میں مسلمان تو ہو چکا تھا۔ مگر نماز تک نہیں آتی تھی صرف اللہ کو واحد جان کر سجدہ کر لیا کرتا تھا۔ اور دعا کرتا تھا کہ اے اللہ مجھ کو اپنے دین برَحق پر قائم رکھ۔ میری تکلیفوں کو دور فرما۔ اور میرے والد کو سچائی قبول کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ میری حفاظت فرما۔

عیسائی کمیونٹی کا فیصلہ

اسی طرح پورا ایک ہفتہ گذر گیا۔ اتوار کے دن مجھے مجرموں کی طرح عیسائیوں کے چرچ لے جایا گیا۔ جہاں صدر پاکستان کرسچین کمیونٹی نے میرے مقدر کا فیصلہ سنایا کہ آج فادر کے بیٹے پادری ریاس پیٹر نے عیسائیت کو چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا ہے اس لیے پاکستان کرسچین کمیونٹی ریاس پیٹر کو کمیونٹی سے خارج کرتی ہے۔ اور اسکو عیسائیت سے خارج کرتی ہے۔ اب کوئی بھی عیسائی جو خداوند یسوع مسیح کو مانتا ہے اس سے کسی قسم کا میل جول اور لین دین نہ رکھے۔ اور فادر اسے اپنی جائیداد سے بیدخل کر دیں اور اس سے کسی قسم کا میل جول نہ رکھیں، ورنہ پاکستان کرسچئین کمیونٹی انہیں فادر کی سیٹ سے بے دخل کر دے گی۔ اس کے بعد میرے والد نے اعلان کیا کہ میں اپنے بیٹے ریاس پیٹر کو عیسائیت چھوڑنے پر اپنی تمام جائیداد سے بے دخل کرتا ہوں۔ آج سے یہ میرا بیٹا نہیں،

میں نے اسے خداوند یسوع مسیح پر قربان کیا یہ اب کسی چیز کا حقدار نہیں جو لباس اس کے جسم پر ہے اسی میں چلا جائے اور آئندہ کسی عیسائی سے رابطے کی کوشش نہ کرے۔ اور میرا تمام عیسائیوں کو حکم ہے کہ اگر وہ یسوع مسیح کو ماننے والے ہیں۔ تو پیٹر سے رابطہ نہ رکھیں اور اس کی کسی قسم کی مدد نہ کریں۔ ورنہ وہ خداوند یسوع مسیح کے روبرو گناہگار ٹھہریں گے۔ تمام عیسائی کمیونٹی اور میرے والد کا یہ حتمی فیصلہ سامنے آنے کے بعد کہ اگر مجھے عزت، دولت، شہرت، اور جائیداد درکار ہے تو اسلام کو ہر قیمت پر چھوڑ کر دوبارہ عیسائیت کو اپنانا پڑے گا۔ انسان ہونے کے ناطے یہ فیصلہ مجھ پر بجلی بن کر گرا۔ میں چکرا سا گیا۔ دماغ اور جسم سن ہو کر رہ گئے۔ مگر اللہ کا صد احسان ہے کہ اسکی رحمت نے مجھے بڑھ کر تھام لیا اور مجھ میں یہ حوصلہ پیدا کیا کہ میں دو ٹوک الفاظ میں ان سے کہہ سکوں کہ میں سب کچھ چھوڑ سکتا ہوں۔ دولت ایمانی سے دست بردار ہونے کے لیے تیار نہیں۔ یہ کہہ کر میں چرچ سے نکل گیا۔

.........اور میں کلیسا کی قید سے آزاد ہو گیا

میں چرچ سے نکل تو آیا مگر اپنے پیچھے صلیب کی کرچیاں۔ عیسائیت کی منہدم عمارت اور رشتوں ناطوں کی بے گورو کفن لاشیں چھوڑ کر آیا۔ چرچ سے نکلا تو خود کو پریشانیوں کے گرداب میں پھنسا دیکھا۔ کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کروں۔ اس وقت کے متعلق پہلے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ اس عالم بے سروسامانی میں

معا نظر سامنے مسجد پر پڑی، میں مسجد میں داخل ہو کر اپنے اللہ سے مدد کا طالب ہوا۔ سجدے میں گر کر دیر تک روتا رہا، لب پر ایک ہی دعا تھی کہ اے اللہ میری مدد فرما کہ اب صرف تو ہی میری فریاد سننے والا ہے۔ میرے پاس اب صرف دولت ایمانی رہ گئی ہے۔ اے میرے اللہ مجھے بھٹکنے نہ دینا اور مجھے ثابت قدم رکھنا۔ مجھے اپنے اندر ایک گونہ سکون اور ٹھہراؤ سا محسوس ہوا۔ مسجد سے نکل کر مجھے اپنے بچپن کے ایک دوست کا خیال آیا۔ میں اس کے پاس پہنچا اور اس سے چند روز کے لیے پناہ کی درخواست کی۔ اللہ نے اس کے دل میں میرے لیے ہمدردی پیدا کردی۔ اس نے مجھ سے کہا کہ رات کی تاریکی میں میرے گھر آجانا اور جب تک کوئی دوسرا انتظام نہ ہو جائے تم میرے پاس رہ سکو گے۔ درحقیقت اس نے میرا اس عالم بے بسی میں بہت ساتھ دیا تھا۔ میں نے اسکو بھی قبول اسلام کی دعوت دے ڈالی۔ اور اسلام کی مختصر تبلیغ کی۔ اس کا جواب تھا کہ میں اسلام تو قبول نہیں کرسکتا مگر تمہاری حتی المقدور مدد کرنے کو تیار ہوں۔ کیونکہ ہم بچپن کے دوست ہیں۔ میں اس کے پاس رہنے لگا۔ میں نے سب سے پہلے نماز سیکھنے کا ارادہ کیا۔ میں نے قاری خلیل الرحمٰن سے جامعہ احسان رابطہ کیا اور نماز سیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ انہوں نے مجھے جامعہ رحمانیہ کا پتہ دیا۔ اور کہا کہ وہ شیخ داؤد صاحب یا شیخ ذوالفقار طاہر صاحب سے مل لوں میں نے انکو ہدایات دے دی ہیں۔ وہ تم کو نماز اور اسلام کے دیگر مسائل سے بھی آگاہی دیں گے۔ میں جامعہ رحمانیہ پہنچا۔ وہاں

تمام احباب مجھ کو بڑی گرمجوشی سے ملے۔ شیخ داؤد صاحب نے مجھ کو نماز پڑھنا سکھائی اور یوں جب میں نے اپنی زندگی کی پہلی نماز پڑھی تو مجھ کو محسوس ہوا جیسے کسی نے مجھے سکون کے سمندر میں پھینک دیا ہو۔ پہلی بار یہ احساس ہوا کہ حقیقی سکون کا منبع تو نماز ہی ہے۔ ہم جو سکون مادی اشیاء میں تلاش کرتے ہیں اس کی کیفیت سراب کی مانند ہے۔ جو سکون نماز میں ملا اس کو بیان کرنا ناممکن ہے۔ میں جو سکون شراب میں تلاش کیا کرتا تھا۔ مجھے وہی سکون نماز نے بخشا۔

ایک اور امتحان

اس کے بعد آنے والے جمعہ کی نماز میں نے جامعہ احسان میں پڑھی یہ میری جمعہ کی پہلی نماز تھی۔ جمعہ کی نماز کے بعد میں اپنے دوست کے پاس پہنچا جہاں ایک نیا امتحان ایک نئی آفت میری منتظر تھی۔ وہاں کچھ عیسائی مذہبی جنونی قسم کے لڑکوں نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ مجھ کو کمرے میں بند کر کے تشدد کیا گیا۔ ان کا ایک ہی مطالبہ تھا کہ اسلام سے دستبردار ہو جاؤ۔ مگر میں اس دولت کو کیونکر چھوڑ سکتا تھا جو میری زندگی کا حاصل تھی جسے میں نے ایک طویل جدوجہد کے بعد حاصل کیا تھا۔ میرے انکار پر مجھے مزید تختہ مشق بنایا جاتا۔ مجھ پر تشدد کی انتہا کر دی گئی۔ میرے جسم کو سگریٹوں سے داغا گیا مگر میرا ایک ہی جواب تھا کہ تم سب غلطی پر ہو، دین برحق تو اسلام ہی ہے۔ بالآخر میرے دوست نے میری خلاصی کروائی۔ وہ کہتے تھے کہ تمہیں مارنا ثواب کا کام ہے کیونکہ یہی فادر کا فتویٰ ہے۔ الغرض بمشکل تمام اس حکم کے ساتھ میری جان چھوڑ دی گئی کہ میں آئندہ عیسائی علاقوں کا رخ نہ کروں۔ میں اپنے رب کا شکر گذار ہوں کہ اس نے مجھے استقامت دی اور اپنے دین پر قائم رہنے کا حوصلہ دیا۔

جان کی خلاصی کے بعد میں جامعہ رحمانیہ پہنچا۔ وہاں کے تمام اساتذہ کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے حوصلہ دیا۔ میری ہر طرح مدد کی اور صبر کی تلقین اور دعا کی۔ مجھ کو اصحاب رسول کے واقعات سنا کر میرا حوصلہ بلند

کیا۔ خاص طور پر حضرت بلال حبشیؓ کے واقعہ نے میری بکھری ہوئی قوت کو پھر سے مجتمع ہونے میں میری مدد کی۔ مجھے بتایا گیا کہ جب آپ پر تشدد کیا جاتا آپ کی زبان پر احد احد ہوتا یعنی اللہ ایک ہے اللہ ایک ہے۔ یہ واقعات سن کر مجھے یہ احساس ہوا کہ میری قربانی تو ان کی قربانیوں کے آگے کچھ بھی نہیں، میں اپنی ساری تکالیف بھول گیا۔ آج میرے دل سے اپنے اس دوست کے لیے دعا نکلتی ہے کہ جس نے اس کٹھن گھڑی میں میری دامے، درمے، سخنے مدد کی۔ میں اپنے اللہ سے دعا گو ہوں کہ اللہ میرے اس دوست کو بھی دولت ایمانی سے سرفراز کرے۔ آمین۔

نئے محسنوں سے تعارف

ایک دن میں جامعہ مسجد رحمانیہ میں جمعہ کی نماز ادا کر رہا تھا وہاں عبداللہ ناصر رحمانی صاحب کا خطاب تھا۔ میں نے ان کی سادگی کو محسوس کیا اور نوٹ کیا کہ انکی ہر ہر بات قرآن و حدیث کے حوالوں سے تھی۔ انہوں نے ایک بات بھی اپنی طرف سے یا کسی اور کے حوالے سے نہیں کی۔ بعد از نماز سوال و جواب کا سلسلہ تھا انہوں نے سارے جولبات قرآن و حدیث کی روشنی میں ہی دیے وہیں میری ملاقات انجینئر جاوید صاحب سے ہوئی۔ وہ مجھ سے اس والہانہ انداز سے ملے گویا مجھ کو عرصہ دراز سے جانتے ہوں انہوں نے مجھے اسلام قبول کرنے پر مبارکباد دی۔ اور کہا کہ عبداللہ بھائی آپ ہمارے بھائی ہیں۔ آپ خود کو تنہا نہ سمجھیں آپ کی پریشانی ہماری پریشانی ہے، ہمیں خوشی ہوگی اگر آپ ہمارے ساتھ ہی رہیں۔ کچھ عرصے کے بعد میں شیخ عبداللہ ناصر رحمانی صاحب سے ملا ان سے ملکر خوشگوار حیریت ہوئی کہ اتنا بڑا اسکالر اور اتنی سادہ طبیعت۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی اسلام ہی کے لیے وقف کر رکھی ہے۔ ان سے مجھے بہت انسپائریشن ملا اور میں نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ اب میں بقیہ زندگی اسلام کے لیے وقف کردوں گا۔

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لیے مسلمان، میں اسی لیے نمازی

اب جبکہ بحمد للہ میں مسلمان ہوں۔ میرا ایک ہی مشن ہے کہ زیادہ سے زیادہ مسلمان نوجوانوں تک پہنچوں اور ان پر عیسائی مشنری کی گھناؤنی حرکتوں اور چالبازیوں کے پردے چاک کروں کہ وہ کس طرح مسلمانوں اور بالخصوص نوجوانوں کو بتدریج اسلام سے دور کر رہی ہیں۔ مسلمانوں میں کسطرح جذبہ جہاد کو ختم کیا جارہا ہے کبھی انسانی حقوق کے نام پر کہیں بھائی چارے کے نام پر۔ عیسائی مشنری اپنے نوجوانوں کو ایک ہی مشن سونپتی ہے کہ دیکھو مسلمانوں میں اب کسی صلاح الدین ایوبی کو نہ پیدا ہونے دینا۔ جس دن مسلمانوں میں کوئی صلاح الدین ایوبی پیدا ہو گیا وہ دن عیسائیت کا آخری دن ہو گا۔ اب میں مسلمان نوجوانوں میں جاکر انہیں بتاؤں گا کہ عیسائیت کیا کیا حربے آزماتی ہے۔ قبول اسلام کے بعد میں موت سے نہیں ڈرتا بلکہ اس کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہوں۔ میرے رب نے جو خدمت مجھ سے لینا ہے وہ کرتا رہوں گا۔

آج جب میں اسلام کی دولت سے مالا مال ہوں تو میں یہ عزم کر چکا ہوں کہ آئندہ عیسائی مشنریوں کا پوسٹ مارٹم کرنے کے لیے قلم اٹھاؤں گا اور انکے بھیانک چہرے سے پردہ اٹھاؤں گا۔ عیسائی مذہب کو اختیار کرنے والوں نے خدمت انسانی، ویلفیئر ، اور حقوق کے نام پر پوری دنیا میں ایک شور برپا کر رکھا ہے۔ مگر حقیقت اسکے برعکس ہے۔ میں نے اسلام میں وہ عظمت اور قوت دیکھی ہے جو صرف اسی کا خاصا ہے۔ اور اس میں مجھے ایک دائمی سکون ملا ہے۔ اور ایک

ایسی روشنی ملی ہے جس نے میرے باطن کو روشن کر دیا ہے۔ اب میری پوری کوشش ہو گی کہ میں یہ روشنی ان ویرانوں تک پہنچادوں جہاں روشنی کا تصور بھی تکلیف دہ ہوتا ہے۔

عیسائیت کی بنیادیں ہل چکی ہیں، اور اسکے ماننے والے نہایت پریشانی کے عالم میں حیران و ششدر ہو کر کسی داعی حق کے منتظر ہیں جو انہیں ظلمتوں سے نور کی وسعتوں میں لا کر کھڑا کرے۔ اور گمراہیوں سے ہدایت کی طرف راہنمائی کرے۔

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس نے زندگی کے تمام امور کے متعلق ایک ضابطہ دیا ہے۔ مگر افسوس سے کہوں گا کہ اب بہت سارے مسلمان شخصیت پرستی، مفادات پرستی اور فرقہ پرستی کی گم گشتہ راہوں میں کھو گئے ہیں۔ میں انہیں بھی یہ سمجھانے کی کوشش کروں گا کہ اسلام صرف رسم ورواج کا نام نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جس کی بنیادیں صرف اور صرف قرآن و حدیث میں ہیں۔ اگر میں کسی مسلمان کو دیکھ کر اسلام قبول کرتا تو شاید مجھے مایوسی ہوتی، لیکن اللہ کا شکر ہے کہ میں نے اسلام کو کسی شخصیت سے متاثر ہو کر نہیں بلکہ اسلام کی تعلیمات اور اسکے سنہری اصولوں سے متاثر ہورک قبول کیا ہے۔ اس لیے میں یہ کوشش کروں گا کہ ان تعلیمات کو نئے انداز سے دلائل اور براہین کے ساتھ اپنے ان بھائیوں کے سامنے پیش کروں جو انہیں سمجھنا چاہتے ہیں۔

اور اسی غرض سے میں نے مرکز الفرقان الاسلامی کے قیام کا فیصلہ کیا ہے تاکہ نئی نسل کو اسلام کے ساتھ ساتھ علوم و فنون سکھا کر دین و دنیا میں ایک نمونہ بنایا جا سکے۔

آخر میں میری ہر قاری سے التجا ہے کہ میرے لیے بارگاہ خداوندی میں دست دراز کر کے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ مجھے میرے مشن میں کامیاب کرے اور دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

"وما علينا إلا البلاغ"

نوجوانانِ اسلام کے نام ....

نوجوان ہی کسی قوم کے لیے ضمانت ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اسلام نے انسانیت کی اصلاح اور عظمت کی ذمہ داری ایسے باہمت اور پر عزم نوجوانوں کے کندھوں پر ڈالی ہے۔ جو ہواؤں کا رخ موڑنے اور پہاڑوں سے ٹکرانے کا جذبہ رکھتے ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ اس امت کی عظمتوں کو جب بھی چار چاند لگائے تو انہیں نوجوانوں نے لگائے جو بے خطر آتش نمرود میں کود پڑے، اور کسی بھی بھور سے بے خوف سمندر میں اپنے سفینے ڈال دیئے۔

میں جب گلزار اسلام میں قدم رکھ رہا تھا تو میری نظروں کے سامنے ایسے نوجوانوں کی تصویر تھی جنہوں نے عرب کے ریگستانوں، افریقہ کے صحراؤں، یورپ کے کلیساؤں اور اندلس کے چمن زاروں میں بیک وقت اللہ اکبر کی صدائے بازگشت کو عام کرتے ہوئے عظمت اسلام کے جھنڈوں کو سربلند کیا۔ اور انہوں نے ظلمتوں میں کھوئے ہوئے، اندھیروں میں گھرے ہوئے انسانوں کو ایک ایسی روشنی سے آشنا کیا جس نے بیک وقت انکے ظاہر و باطن کو منور کر دیا تھا۔ اپنے ذہن میں ایسے نوجوانوں کی تصویر لیکر جب میں انہیں آج کے مسلمانوں کی صفوں میں ڈھونڈنے کے لیے نکلا تو میں انہیں تلاش کرتے کرتے تھک گیا۔ بازاروں میں اٹھکیلیاں کرتے ہوئے نوجوان تو دکھائی دیئے، کتاب اٹھائے شباب کی مستی میں مگن تو نظر آئے مگر مجھے وہ نوجوان نہ مل سکے میں جنکی

تلاش میں تھا۔ کیا ہی اچھا ہو مایوسی کے بجائے امید کی کرن دکھلائی جائے۔ یعنی غفلت کی نیند سوئے ہوئے نوجوان بھائیوں سے جب مخاطب ہوں تو انہیں یہ باور کرانے کی کوشش کروں گا کہ اٹھو اور پھر سے عزم و یقین کی ایک نئی داستان رقم کردو۔

میں آپکو یہ دعوت نہیں دے رہا کہ آپ علم و ہنر کا راستہ ترک کر کے رہبانیت اختیار کرلیں اور معاشرے سے کٹ جائیں۔ بلکہ میں تو آپکو یہ پیغام دے رہا ہوں کہ اٹھو اور انسانیت کے لیے دوبارہ وہ راستہ ہموار کردو جس پر چلتے ہوئے کسی نشیب اور رکاوٹ کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ تم ہی یہ پیغام دے سکتے ہو اور تمہارے عزائم ہی اس خواب کو حقیقت کے روپ میں اتار سکتے ہیں۔ اسلیئے میں آپ کے باب سماعت پر دستک دے رہا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ آپ اپنے بھائی کو ناامید نہیں لوٹائیں گے جس نے اپنا سب کچھ اسلیئے قربان کردیا کہ اسے آپکی محبت اور رفاقت میں ایسے حسین گلستانوں کی سیر کرنے کا شوق ہے کہ جہاں ہر کلی چٹکنے سے پہلے اور ہر چڑیا چہچہانے سے پہلے ہمارے ایک تبسم کی منتظر ہو۔ میں اس چمن زار کو ہر طرف سے کانٹوں میں گھرا دشمنوں کی زد میں دیکھ کر لرز جاتا ہوں۔ بلکہ سچ پوچھیں تو میں نے اس پر حملہ کرنے میں مصروف لوگوں کی تیاریوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور زمانہ جاہلیت میں ان کا ساتھ بھی دیا۔ لیکن جب میں تاریخ اسلام کے اوراق پر شیدائیان اسلام کے واقعات پڑھتا ہوں اور تمہارے سینوں میں چھپے ایمان کی قوت پر غور کرتا ہوں تو مجھے ایک آسرا سا ملنے لگتا ہے کہ

اگر اس امت کے جسور و غیور نوجوان میدان عمل میں آجائیں تو دنیا کی کوئی طاقت انہیں شکست نہیں دے سکتی۔ میری اس امید اور تمنا کا مدار تمہاری زندگی پر ہے۔ اگر تم میں ایمان اور عمل سے سرشار وہ زندگی لوٹ آئے تو یقیناً آج بھی نقش بدل سکتا ہے۔

عیسائیت میں سب سے زیادہ اس کام پر توجہ دی جاتی ہے کہ دیکھنا مسلمانوں میں کبھی کوئی صلاح الدین ایوبی پیدا نہ ہونے پائے۔ بلکہ صلاح الدین ایوبی کی تاریخ کو اس قدر گہرائی سے پڑھتے اور پڑھاتے ہیں تاکہ وہ اس کا سدباب کر سکیں۔ آج میں اس رب پر ایمان لا چکا ہوں جس نے فرعون کے تمام ظالمانہ ہتھکنڈوں اور احتیاطی تدابیر کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کے گھر میں پروان چڑھا کر اسکے سامنے لا کھڑا کیا تھا۔ میں اس رب پر ایمان لا چکا ہوں جس نے صنم تراش کے گھر میں بت شکن ابراہیم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ آج بھی کچھ ایسے پر عزم نوجوان موجود ہیں جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا راستہ ہموار کر رہے ہیں۔ لیکن شاید وہ ضرورت سے کم ہیں پھر بھی ہمیں اللہ تعالیٰ سے یہ امید ہے کہ وہ انسانیت کی بھلائی کے لیے نوجوانوں کو وہ نور بصیرت دے گا جو انہیں دنیا کی امامت پر دوبارہ فائز کر دے۔ لیکن اسکے لیے ضروری ہے کہ ہمیں عصبیت، نفرت، شخصیت پرستی، فرقہ پرستی، اور باہمی اختلافات سے دور رہ کر صحیح اسلام پر چلنا ہوگا۔

اے نوجوانو نان ملت اسلامیہ !اٹھو کہ اب وقت ہے عظمتیں تمہارے قدموں کی چاپ سننے کے لیے بے تاب ہیں۔

اسلامی تاریخ کے سنہری ادوار میں ان عزت مآب ماؤں کا کردار بڑا نکھرا ہوا دکھائی دیتا ہے جنہوں نے اپنی گود میں ایسے عظیم انسانوں کی پرورش کی جنہوں نے دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ میں نے ایک مسلمان عورت کی تصویر تاریخ کے اوراق میں دیکھی تو وہ ایک پاکباز، باعصمت، پر عظمت اور باوقار عورت کے روپ میں دکھائی دی، بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر میں نے اسے دعوت و جہاد اور تعلیم و تربیت کے میدانوں میں وہ عظیم کردار ادا کرتے ہوئے پایا جو انسانی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام ہی نے اسے وہ مقام دیا جو اسکا اصلی منصب ہے، اسلام نے اسے عفت و عصمت کے لیے چادر، حفاظت و محبت کے لیے چار دیواری اور رفعت و عظمت کے لیے احترام و اکرام کا وہ حسین تحفہ پیش کیا جو اسی کا حصہ ہے۔ پوری دنیا میں عورت کے حقوق کی بات کرنے والے اور عورت کی آزادی پر شور مچانے والے سب سے بڑے مذہب عیسائیت کو اندر سے دیکھا تو یہ مجھے کھوکھلا دکھائی دیا، اس نے ایک طرف آزادی کے نام پر عورت سے اسکی عصمت کو چھینا اور دوسری طرف مذہب کے نام پر اسکی حریت کو سلب کیا۔

آج اسلام کی تعلیمات عام کرنے اور نئی نسل کو صحیح راہ پر چلانے کے

لیے دختران اسلام کو امت کے نونہال بچوں کو لوریاں دیتے ہوئے یہ سبق پڑھانا ہے کہ اگر تم سچے ہو تو اس سچائی کو اتنا عام کر دو کہ اسے ہر کوئی قبول کرنے کے لیے لپک آئے۔ آج دشمنان اسلام کی نظریں حوا کی بیٹیوں پر جمیں ہوئی ہیں وہ ان سے اسلام کی دولت چھین کر اس کھیل میں میدان جیتنا چاہ رہے جو وہ انسانیت کے خلاف کھیلنے میں مصروف ہیں، ہماری بہنیں شاید یہ جان کر دہشت زدہ ہو جائیں کہ وہ عیسائیت کی فہرست میں سب سے پہلے نمبر پر ہیں، جنہیں وہ راہ راست سے ہٹانے کے لیے کوشاں ہے، اور اسکے لیے وہ میڈیا اور ذرائع ابلاغ کو خوب استعمال کر رہا ہے۔

اے عظمت کی پاسباں ماؤاور بہنو!

تمہیں اپنی چار دیواری کو مضبوط بنانے کی ضرورت ہے، تمہاری ذمہ داری ہے کہ تم امت کی ان عظیم خواتین کی زندگیوں کا مطالعہ کرو جنہوں نے اسلام پر ہر چیز کو قربان کیا۔ قرآن تمہاری عظمت کا شاہد ہے آج بھی ایسی دختران اسلام موجود ہیں جو اپنے سینوں میں اسلام کی تڑپ رکھتی ہیں۔ لیکن شاید وہ اسقدر کم ہیں کہ ان کا وجود تک کہیں محسوس نہیں ہوتا۔

اسلئے میں درد دل سے آپ سے گذارش کروں گا کہ تمہیں دشمن کی چالیں سمجھ کر عصبیت شخصیت پرستی اور فرقہ پرستی سے ہٹ کر اسلام کی خدمت کے لیے وہ کردار ادا کرنا چاہیے جو ایک دختر اسلام کے شایان شان ہے۔

مرکزالفرقان الاسلامی

خدائے لم یزل کا دست قدرت تو زباں تو ہے
یقین پیدا کر اے غافل کہ مغلوب گماں تو ہے
یہ نکتہ سرگزشت ملت بیضا سے ہے پیدا
کہ اقوام زمین ایشیا کا پاسبان تو ہے

کس قدر دکھ کی بات ہے کہ وہ مسلم جو نہ صرف "اقوام عالم" کا پاسبان ہے بلکہ اس کے ذمہ "دنیا کی امامت" کا فریضہ بھی ہے آج خود دین سے دوری اور اسلام سے ناواقفیت کے "قلزم" میں ڈوب چکا ہے، جس نے دنیا کو عدالت کا سبق دینا تھا آج خود نا آشنائی کے ہاتھوں ذلیل و رسوا ہو رہا ہے۔ جس کے ذمہ قیادت و سیادت تھی آج علم سے بے بہرہ اور مذہب سے بے راہ ہو کر محکومی کی ذلت پر صبر کیے بیٹھا ہے۔

تجھے اپنے آبا سے کچھ نسبت ہو نہیں سکتی
تو گفتار وہ کردار، تو ثابت وہ سہارا

ان غفلتوں اور تہی دامنی کو میں نے بصد غم محسوس کیا۔ جبکہ کلمہ توحید کے اقرار سے پہلے میں عیسائی کمیونٹی اور مشنری حلقوں میں نہایت اہم مقام رکھتا تھا۔ اور اسلام کے خلاف عیسائی مشنریوں کی ریشہ دوانیوں سے پوری طرح واقف ہوں لیکن حیران ہوں کہ مسلمانوں کو تو یہ مشنری نیست و نابود کرنے پر تلے بیٹھے

ہیں اور دن رات مصروف عمل ہیں۔ مگر ایک مسلمان ہیں کہ ہاتھ پہ ہاتھ دھرے منتظر فردا کی تصویر بنے بیٹھے ہیں۔ لہذا میں نے مسلمان نوجوانوں کی اصلاح، دین سے واقفیت اور تمام فرقوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے صحیح اسلام کی تحقیق کے لیے ایک قدم اٹھایا۔ اور یہ ہے ''مرکز الفرقان الاسلامی'' کا قیام۔

۹ نومبر ۱۹۹۸ء کو یہ ادارہ معرض وجود میں آیا۔ محترم الشیخ پروفیسر عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ تعالیٰ اس کے سرپرست اعلیٰ مقرر ہوئے۔ خوش قسمتی کہیے کہ مجھے ابتداء میں چند اچھے رفقائے کار مل گئے جن کے کندھا ملانے سے اس نومولود ادارے نے بڑی سرعت سے اپنے اہداف کے حصول کے لیے کام شروع کر دیا ہے۔

''مرکز الفرقان الاسلامی'' کے اہداف اور پروگرام درج ذیل ہیں:

☆ مرکز کے تحت ایک تحقیقی لائبریری ''محمد بن اسماعیل البخاری'' کا قیام عمل میں لایا جا چکا ہے۔ جس میں تمام مکاتب فکر کی ایسی تصانیف رکھی گئی ہیں جو صحیح اسلام کی عکاسی کرتی ہیں۔

☆ مرکز کے زیر اہتمام کانفرنس ہال میں مختلف اسکالرز کے اصلاحی اور تربیتی لیکچروں کا پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔

☆ دین سے واقفیت، مذہب سے لگاؤ اور تربیت کے لیے ہر تین ماہ بعد نوجوانوں کے لیے تربیتی کنونشن کا انعقاد۔

☆ ہر چھ ماہ بعد طلباء کے ہمراہ مختلف تعلیمی اداروں اور ریسرچ سنٹرز کا تحقیقی دورہ۔

☆ نوجوانوں کی خوابیدہ اور پوشیدہ تخلیقی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے طلباء کے درمیان تقاریر اور تصانیف کے مقابلے۔

☆ ایک "ماہنامہ" کا اجراء جو نوجوانوں کی مکمل ترجمانی کر سکے اور ان کی تخلیقی کاوشوں کو منظر عام بخش سکے۔

☆ مرکز الفرقان الاسلامی کے زیر اہتمام ایک ایسا شعبہ تشکیل دیا گیا ہے جو نومسلم خواتین و حضرات کی فلاح و بہبود کے لیے کام کر رہا ہے۔ یہ شعبہ نیو مسلموں کو در پیش اقتصادی، معاشرتی اور دیگر مسائل کے تدارک کے لیے کوشش کرے گا اور نو مسلم کے تحفظات کے لیے جد و جہد کرے گا۔

☆ خواتین کے لیے ایک علیحدہ تحقیقی لائبریری کا قیام بھی مرکز کے اہداف میں شامل ہے۔

دور جدید کی ضروریات کے مطابق نوجوان نسل کو کمپیوٹر کے ساتھ ساتھ دین کی تعلیم دینے کے لیے وسیع تر سطح پر کمپیوٹر ٹریننگ سینٹرز کا قیام بھی مرکز کا ایک اہم ترین ہدف ہے۔

الحمد للہ یہ ادارہ جو ابھی کم سنی سے گزر رہا ہے مگر اس نے عملاً بہت سے پروگرام بطریق احسن شروع کر دیے ہیں۔ مگر پھر بھی احباب کی دلچسپی اور مخیّر حضرات کے تعاون کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے بلکہ نو مسلموں کی فلاح و بہبود کا شعبہ آپ کے تعاون کا شدت سے منتظر ہے۔ آگے بڑھیے اور اپنے ان اسلامی بھائیوں کو گلے سے لگائیے اور ان کے مسائل کے حل میں اپنی مقدور بھر کوشش کیجئے کہ یہ بھائی اسلام کے نام پر اپنا سب کچھ چھوڑ کر بے سر و سامانی کی حالت میں راہ اسلام پر نکلے ہیں۔

مدیر

نو مسلم عبداللہ

مرکز الفرقان الاسلامی

جامع مسجد راشدی اہلحدیث پہلی منزل موسیٰ لین لیاری کراچی

فون ۷۵۱۱۹۳۲ : موبائل نمبر ۷ ۴۰۱۶۱۴ـ۰۳۲۱

كسرتُ الصليب

المؤلف

المسلم الجديد : عبدالله

ابن رئيس النصارى في الباكستان

ترجمة

قسم الجاليات بالمكت

اردو ٠٣٠١٠٩٨

المكتب التعاوني للدعوة والإرشاد وتوعية الجاليات بالسلي

ص.ب/١٤١٩ الرياض/١١٤٣١ هاتف/٢٤١٠٦١٥ ناسوخ/٢٤١٤٤٨٨-

البريد الالكتروني/ sulay@w·cn